کیا علماء اہل سنت نے رسول خدا اور اہل بیت کی ولادت کے موقع پر جشن منانے کے جائز ہونے کے بارے میں فتوی دیا ہے؟

<"xml encoding="UTF-8?>

کیا علماء اہل سنت نے رسول خدا اور اہل بیت کی ولادت کے موقع پر جشن منانے کے جائز ہونے کے بارے میں فتوی دیا ہے؟
توضیح سؤال:

ہفتہ وحدت میں شیعہ اور سنی مسلمان اور دوسرے اسلامی فرقے رسول خدا (ص) اور اہل بیت علیہم السلام کی ولادت با سعادت کے موقع پر ہر سال جشن مناتے ہیں، اور اسی دن رسول خدا کے فرزند امام صادق (ع) کی بھی ولادت کا دن ہے، اس خوشی کے موقع پر مسلمان جشن، خوشیاں مناتے اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں۔

لیکن اس موقع اور دوسرے مواقع پر وہابی جشن وغیرہ منانے کو بدعت اور حرام کہتے ہیں، اور ان کے مقابلے پر شیعہ علماء جشن منانے کو جائز اور حلال کہتے ہیں، یہاں تک تو مجھے معلوم ہے۔ میں نے فقط اطمینان کے لیے سوال کیا ہے کہ کیا علماء اہل سنت بھی اس کو جائز کہتے ہیں یا نہیں ؟ اس بارے میں ان سے اقوال اور فتوے نقل ہوئے ہیں یا نہیں ؟

مقدمہ:
جیسا کہ سوال میں بھی ذکر ہوا ہے کہ تمام مسلمان اور تمام اسلامی فرقے سید الانبیاء، حضرت محمد مصطفی(ص) کی ولادت کے دن عید اور جشن مناتے ہیں، اور امام صادق (ع) کی ولادت بھی اسی دن ہے، اسی لیے شیعہ بھی ان دونوں مواقع پر عید اور جشن مناتے ہیں اور اس دن کا احترام کرتے ہیں۔

علماء وہابی اور ان کے پیروکار اگرچہ رسول خدا (ص) کے دین اور انکی پیروی کے دعوے کرتے ہیں لیکن عملی طور پر مسلمانوں کے اس خوشی کے موقع پر خوش ہونے اور حشن منانے کا مذاق اڑاتے اور اس مبارک دن جشن اور عید منانے کو حرام قرار دیتے ہیں، اس بارے میں ان کے علماء کے فتوے بھی موجود ہیں۔

ابتدا میں اس جشن کے حرام ہونے کے بارے میں وہابی علماء کے اقوال اور فتوے ذکر کرتے ہیں، پھر تفصیل سے اس سوال کے جواب کو بیان کریں گے۔

جشن ولادت کے بدعت ہونے کے بارے میں علماء وہابی کے اقوال اور فتوے:

اس بارے میں ان کے توہین آمیز اقوال اور فتوے بہت زیادہ ہیں لیکن ہم نمونے کے طور پر صرف دو کو ذکر کرتے ہیں:

1- ابن تیمیہ کا فتوی:

ابن تیمیہ وہابیوں کا فکری راہنما ہے اور وہ اس بارے میں کہتا ہے کہ:

إن اتخاذ هذا اليوم عيداً ، محدثٌ لا أصل له ، فلم يكن في السلف لا من أهل البيت و لا غيرهم من اتخذ ذلك عيداً ، حتي يحدث فيه اعمالا إذ الأعياد شريعة من الشرائع فيجب فيها الاتباع لا الابتداع و للنبي خطب و عهود و وقائع في أيام متعددة مثل يوم بدر و حنين و الخندق و فتح مكة و وقت هجرته و دخوله المدينة و خطب له متعددة يذكر فيها قواعد الدين ثم لم يوجب ذلك أن يتخذ مثال تلك الأيام أعيادا و انّما يفعل مثل هذا: النصارى الذين يتّخذون أمثال أيام حوادث عيسي(عليه السلام) أعياداً أو اليهود ، و إنما العيد شريعة فما شرعه الله اتبع و إلا لم يحدث في الدين ما ليس منه.

و كذلك ما يحدثه بعض الناس اما مضاهاةً للنصارى في ميلاد المسيح ، و امّا محبّة للنبى(صلى الله عليه و آله) و تعظيماً له . فإن هذا لم يفعله السلف ، و لو كان خيراً محضاً أو راجحاً لكان السلف أحقَّ به مِنّا.

رسول خدا کی ولادت کے دن عید منانا، یہ ایک نئا اور بے بنیاد کام ہے۔ گذشتہ لوگوں اور حتی اہل بیت میں سے کسی نے بھی اس دن عید اور خوشی نہیں منائی، کیونکہ عید منانے کا تعلق شریعت سے ہے، پس اس بارے میں شریعت کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اپنی طرف سے بدعت کو ایجاد کرنا چاہیے۔

رسول خدا کی ولادت کے دن عید اور جشن منانا، یہ ایک نئا کام ہے کہ جسکی اسلام میں کوئی اساس اور بنیاد نہیں ہے۔ خود اہل بیت اور گذشتہ لوگوں نے اس دن عید اور جشن نہیں منایا اور ایسے کام انجام نہیں دئیے کہ جس سے آج کے دن خوشی منانا ظاہر ہوتا ہو، کیونکہ عید منانے کا تعلق شریعت اسلام سے ہے تو اس بارے میں شریعت کی پیروی کرنی چاہیے نہ کہ اپنی طرف سے دین اور شریعت میں بدعت ایجاد کرنی چاہیے۔ خود رسول خدا کے مختلف واقعات میں، جیسے جنگ بدر، حنین، خندق کے موقع پر ، فتح مکہ کے موقع پر، ہجرت کے وقت، مدینہ میں داخل ہوتے وقت بہت سے خطبے اور عہد نامے ہیں کہ جن میں انھوں نے دین اسلام کے اصول اور قوانین کو بیان کیا ہے لیکن اپنی ولادت اور اس طرح کے دوسرے مواقع پر عید منانے اور خوشی کرنے کو واجب قرار نہیں دیا۔

بلکہ اس طرح کے کام مسیحیت میں مسیحی انجام دیتے ہیں اور جن ایام میں حضرت عیسی کے ساتھ جو واقعہ پیش آیا تھا، وہ اسکی یاد میں عید اور جشن مناتے ہیں۔ یہود بھی بالکل مسیحیوں والے کام انجام دیتے ہیں۔

عید منانا، ایک ایسا کام ہے کہ جسکو خداوند نے شریعت میں قرار دیا ہے، پس جس کام کو خداوند نے شریعت میں جائز قرار دیا ہے، اسکی اطاعت اور پیروی کرنی چاہیے، ورنہ جو چیز دین میں نہ ہو، اسکا دین میں اپنی طرف سے اضافہ نہیں کرنا چاہیے۔

اور بعض لوگ اپنی طرف سے نئے نئے کام انجام دیتے ہیں، یہ لوگ خود کو یا حضرت عیسی کی ولادت کے موقع پر جشن منانے میں عیسائیوں کے مشابہے کرتے ہیں یا رسول خدا سے محبت اور ان کا احترام کرنے کی وجہ

سے.....

گذشتہ لوگوں نے عید اور جشن نہیں منایا، اور اگر یہ نیک اور اچھا کام ہوتا تو وہ لوگ ضرور اس کام کو انجام دیتے اور وہ لوگ ہماری نسبت ایسے کام انجام دینے کے لیے زیادہ مناسب اور حقدار تھے۔

ابن تیمیه الحرانی الحنبلی، ابو العباس أحمد عبد الحليم (متوفى 728 هـ)، اقتضاء الصراط المستقيم مخالفة أصحاب الجحيم، ج 1، ص 294، تحقيق: محمد حامد الفقي، دار النشر:مطبعة السنة المحمدية - القاهرة،

2- بن باز (وہابی مفتی)

بن باز ایک وہابی مفتی ہے کہ اس سے جب رسول خدا کی ولادت کے موقع پر جشن منانے کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس نے جواب دیا کہ ایسا جشن منانا بدعت ہے۔

عبد الرحمان بن اسماعیل ابو شامہ نے اپنی کتاب الباعث علی انکار البدع، میں بن باز سے کیے گئے سوال اور اس کے جواب کے متن کو نقل کیا ہے کہ:

السؤال الأول

الحمد لله و الصلاة و السلام على رسول الله و على آله و صحبه و من اهتدى بهداه أما بعد فقد تكرر السؤال من كثير عن حكم الاحتفال بمولد النبى صلى الله عليه و سلم و القيام له فى أثناء ذلك و إلقاء السلام و غير ذلك مما يفعل فى المولد.

و الجواب أن يقال لا يجوز الاحتفال بمولد الرسول صلى الله عليه و سلم و لا غيره لأن ذلك من البدع المحدثة فى الدين لأن الرسول صلى الله عليه و سلم لم يفعله و لا خلفاؤه الراشدون و لا غيرهم من الصحابة رضوان الله على الجميع و لا التابعون لهم بإحسان فى القرون المفضلة و هم أعلم الناس بالسنة و أكمل حبا لرسول الله صلى الله عليه و سلم و متابعة لشرعة ممن بعدهم۔

و قد ثبت عن النبى صلى الله عليه و سلم أنه قال من أحدث فى أمرنا هذا ما ليس منه فهو رد أي مردود عليه و قال فى حديث آخر عليكم بسنتى و سنة الخلفاء الراشدين المهديين من بعدى تمسكوا بها و عضوا عليها بالنواجذ و إياكم و محدثات الأمور فإن كل محدثة بدعة و كل بدعة ضلالة.

پہلا سوال: حمد اور تعریف خدا کی ذات کے لیے خاص ہے اور سلام اور درود ہو رسول خدا، انکے اہل بیت، انکے اصحاب اور ان لوگوں پر کہ جہنوں نے ہدایت کی راہ پر انکی پیروی کی۔

اما بعد: بہت سے لوگ رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے، ان حضرت کے احترام میں کھڑے ہونے اور ان حضرت پر سلام کرنے وغیرہ کے بارے میں بار بار سوال کرتے ہیں ؟

جواب: رسول خدا کی ولادت کا جشن وغیرہ منانا جائز نہیں ہے، کیونکہ یہ کام دین میں نئی بدعت ایجاد کرنا ہے، اسلیے کہ خود رسول خدا، خلفائے راشدین، دوسرے صحابہ اور تابعین وغیرہ نے اس دور میں کہ وہ بہترین

دور تھا، اس جشن وغیرہ کو نہیں منایا اور حالانکہ وہ ہم سے زیادہ سنت کے بارے میں علم رکھتے تھے اور رسول خدا کی نسبت انکی محبت اور اطاعت بھی ہماری نسبت کامل تر تھی۔

رسول خدا سے نقل ہوا ہے کہ، آپ نے فرمایا کہ: جو اس چیز کو کہ جو دین میں نہ ہو، اس کو دین میں داخل کرے تو دین نے اس چیز کو ردّ کیا ہے، یعنی دین اسکو قبول نہیں کرتا۔

ایک دوسری روایت میں ہے کہ: تم لوگوں پر میری اور خلفائے راشدین کی سنت پر عمل کرنا واجب ہے، اس سے تمسک کرو اور اگر اپنے دانتوں سے بھی ہو سکے تو اسکی حفاظت کرو اور بدعت سے بچو کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور بدعت گمراہ کرنے والی ہے۔

عبد الرحمن بن إسماعيل أبو شامة (متوفى 665 هـ)، الباعث على إنكار البدع و الحوادث ، ج 1، ص 107، تحقيق : عثمان أحمد عنبر، ، دار النشر : دار الهدي – القاهرة،

شیخ صالح فوزان کی جشن میلاد کے بارے میں نظر:

پہلے تین افضل ادوار اور صدیوں میں سلف کے عمل میں سے نہ تھیں اور نہ ہی آئمہ اربعہ کے طریقے میں سے بلکہ اسکو قرون مفضلہ کے بعد زنادقہ اور جہلاء نے ایجاد کیا تھا۔ تو یہ اللہ کے دین میں بدعت ہے،اور آپ کسی مشرک کو نہیں پائیں گے مگر وہ اللہ کے نقص کو بیان کرنے والا ہو گا اور کسی بدعتی کو نہیں پائیں گے مگر وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ و سلم کی عیب جوئی کرنے والا ہو گا.

پھر وہ کہتا ہے کہ :"اور من جملہ منکر بدعات میں سے کہ جسکو لوگوں نے ایجاد کر لیا ہے، ماہ ربیع الاول میں نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی پیدائش کا جشن منانے کی بدعت ہے اور اس جشن منانے میں لوگوں کی مختلف قسمیں ہیں: کچھ لوگ تو اسے صرف اجتماع تک محدود رکھتے ہیں یعنی وہ اس دن جمع ہو کر نبی صلی اللہ علیہ و سلم کی پیدائش کا قصہ پڑھتے ہیں، یا پھر اس میں اسی مناسبت سے تقاریر ہوتی اور قصیدے پڑھے جاتے ہیں. اور کچھ لوگ ایسے بھی ہیں کہ جو کھانے تیار کرتے اور مٹھائی وغیرہ تقسیم کرتے ہیں.

اور ان میں سے کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ جشن مساجد میں مناتے ہیں، اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اپنے گھروں میں مناتے ہیں۔

اور کچھ ایسے بھی ہیں جو اس جشن کو مذکورہ بالا اشیاء تک ہی محدود نہیں رکھتے، بلکہ وہ اس اجتماع اور جشن کو حرام کاموں پر مشتمل کر دیتے ہیں جس میں مرد و زن کا گھل مل جانا، اور رقص و سرور اور موسیقی کی محفلیں سجائی جاتی ہیں، اور حرام اعمال بھی انجام دئیے جاتے ہیں، مثلا نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم سے استغاثہ اور مدد طلب کرنا، اور انہیں پکارنا، اور دشمنوں پر نبی صلی اللہ علیہ و سلم سے مدد مانگنا، وغیرہ اعمال شامل ہوتے ہیں.

جشن میلاد النبی کی جتنی بھی انواع و اقسام ہیں، اور اسے منانے والوں کے مقاصد، چاہیں جتنے بھی مختلف ہوں، بلا شک و شبہ یہ سب کچھ حرام اور بدعت اور دین اسلام میں ایک نئی ایجاد ہے، جو فاطمی شیعوں نے دین اسلام اور مسلمانوں میں فساد ایجاد کرنے کے لیے پہلی تینوں افضل صدیاں گزر جانے کے بعد ایجاد کی۔

اور مسلمان شخص کو تو چاہیے کہ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ و سلم کی سنت کا احیاء کرے اور جتنی بھی بدعات ہیں انہیں ختم کرے، اور کسی بھی کام کو اس وقت تک انجام نہ دے جب تک اسے اس کے متعلق اللہ تعالی کا حکم معلوم نہ ہو جائے۔ قرآن اور حدیث کی رو سے اس بات میں ذرہ برابر بھی شک نہیں ہے کہ ''عید میلاد النبی '' بدعات میں سے ایک بد ترین بدعت ہے، بہت سارے لوگوں کو یہ غلط فہمی ہے کہ قرآن اور حدیث میں اگر عید میلاد کا حکم نہیں ہے تو اس کی ممانعت بھی نہیں ہے ،حالانکہ یہ غلط خیال ہے کیونکہ عید میلاد کی ممانعت اور اس کا بطلان قرآن اور حدیث دونوں میں موجود ہے۔

لیکن قرآن اور حدیث کی یہ دلیلیں دیکھنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ قرآن اور حدیث میں بعض چیزوں کو عام اور کلی طور پر باطل قرار دیا گیا ہے اور کسی خاص چیز کا نام نہیں لیا گیا ہے ۔لہذا یہاں یہ نہیں سمجھنا چاہئے کی اس کی ممانعت قرآن اور حدیث میں نہیں ہے۔

اسی طرح عید میلاد بھی قرآن اور حدیث کی رو سے باطل ہے چنانچہ خداوند کا ارشاد ہے،

' آج میں نے تمہارا دین مکمل کر دیا ہے،

سورہ مائدہ:5

یعنی اب اگر کوئی دین میں کسی نئی چیز کا دعوی کرے گا تو وہ باطل ہے، عید میلاد بھی دین میں نئی چیز ہے، لہذا قرآن کی اس آیت کی روشنی میں باطل ہے۔

اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ و سلم کا ارشاد ہے کہ ''جس نے بھی ہمارے دین میں کوئی نئی چیز ایجاد کی وہ مردود ہے۔

''(بخاری: کتاب الصلح) حدیث نمبر2697)

اور عید میلاد بھی دین میں نئی چیز ہے لہذا اس حدیث کی روشنی میں باطل ہے ۔

نیز خداوند کا یہ بھی ارشاد ہے کہ :

''اللہ اور اس کے رسول سے آگے مت بڑھو ''

سورہ حجرات :1

یعنی دین میں جس عمل کا حکم اللہ اور اس کے رسول نہ دیں اسے مت انجام نہ دو، عید میلاد منانے کا حکم نہ اللہ نے دیا نہ اس کے رسول نے لہذا قرآن کی اس آیت میں عید میلاد سے منع کیا گیا ہے ۔ اسی طرح اللہ کے رسول نے فرمایا:

''دین میں نئی چیزیں مت ایجاد کرو ''

أبو داؤد:کتاب السنة:باب فی لزوم السنة،4607

یعنی دین میں جس عمل کا حکم نہ ہو اسے مت کرو، عید میلاد منانے کا حکم دین میں نہیں ہے لہذا اس حدیث میں عید میلاد سے منع کیا گیا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ عید میلاد قرآن اور حدیث کی روشنی میں باطل اور ممنوع ہے، لہذا اب یہ غلط فہمی نہیں ہونی چاہئے کہ عید میلاد منانے کا حکم نہیں ہے تو اس سے منع بھی نہیں کیا گیا ہے کیونکہ قرآن اور حدیث سے اس کا بطلان اور اس کی ممانعت پیش کی جا چکی ہے۔

واضح رہے کہ جہاں تک رسول اکرم سے محبت کا تعلق ہے تو اس سے کسی کو انکار نہیں، بلکہ حدیث رسو ل خدا کے مطابق ہمارا عقیدہ تو یہ ہے کہ کوئی بھی شخص اس وقت تک مؤمن نہیں ہو سکتا جب تک کہ اللہ کے رسول اس کے نزدیک تمام چیزوں سے زیادہ محبوب نہ ہو جائیں، لیکن محبت کا طریقہ کتاب اور سنت سے ثابت ہونا چاہئے ۔

خلاصہ:

ابن تیمیہ، وہابی مفتی بن باز اور صالح فوزان کے کلام سے استفادہ ہوتا ہے کہ رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا بدعت ہے، کیونکہ:

اولا: خود رسول خدا نے اس کام کو انجام نہیں دیا اور اپنے خطبوں وغیرہ میں بھی اس کے بارے میں کچھ بیان نہیں کیا۔

ثانیا: خلفاء، صحابہ اور تابعین نے بھی کسی کی ولادت کا جشن نہیں منایا۔

ثالثا: اس طرح کے جشن یہودی اور مسیحی لوگ مناتے ہیں اور اگر کوئی مسلمان اسطرح کے جشن منائے تو وہ بھی یھودیوں اور مسیحیوں کے مشابہے ہو جائے گا اور اسکا کام بدعت اور حرام ہو جائے گا۔

شبھے کا جواب:

ابھی تک اصل شبھے کو ابن تیمیہ کی زبان سے اور بن باز اور صالح فوزان کے فتوے اور ولادت کے جشن کے بدعت ہونے کے بارے میں ان کے دلائل کو بیان کیا۔ اب ہم اس شبھے کے جواب اور اس کے فرعی مسائل کو بیان کرتے ہیں:

پہلا جواب:

رسول خدا نے اپنی ولادت کی سالگرہ پر قربانی کی۔

بن باز اور صالح فوزان کے فتوے میں ولادت کے جشن منانے کے حرام ہونے کی یہ دلیل ذکر ہوئی ہے کہ اس جشن کو خود رسول خدا (ص) اور صحابہ نے نہیں منایا:

لأن الرسول صلى الله عليه و سلم لم يفعله و لا خلفاؤه الراشدون و لا غيرهم من الصحابة.

بہت سے اقوال اور افعال کو وہابیوں کی طرف سے بدعت ثابت کرنے کے لیے یہی معیار اور میزان بار بار بیان ہوتا ہے کہ ان میں سے ایک یہی مورد بحث مسئلہ ہے۔

اس شبہے کے جواب میں کہنا چاہیے کہ:

اتفاقا خود رسول خدا نے بھی اپنی ولادت کی سالگرہ کے موقع پر دوبارہ عقیقے کے جشن کو منایا تھا اور یہ بات اہل سنت کی معتبر روایات میں بھی ذکر ہوئی ہے۔ جلال الدین سیوطی عالم اہل سنت نے اسی روایت کی بنیاد پر رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کے مستحب ہونے پر استدلال کیا ہے۔

سیوطی نے ابن حجر عسقلانی کے فتوے اور اس کا سند کے طور پر حضرت موسی کی نجات پر یھودیوں کا شکرانے کے طور پر روز عاشورا روزہ رکھنے کے بارے میں روایت کو بیان کرنے کے بعد، خود بھی اسی روایت کی بناء پر رسول خدا (ص) کی ولادت کے جشن کے مستحب ہونے پر استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ:

قلت : و قد ظهر لى تخريجه على أصل آخر و هو ما أخرجه البيهقى عن أنس أن النبى صلى الله عليه و سلّم عق عن نفسه بعد النبوة مع أنه قد ورد أن جده عبد المطلب عق عنه فى سابع ولادته و العقيقة لا تعاد مرة ثانية ، فيجعل ذلك على أن الذى فعله النبى صلى الله عليه و سلّم إظهار للشكر على إيجاد الله إياه رحمة للعالمين و تشريع لأمته كما كان يصلى على نفسه لذلك فيستحب لنا أيضاً إظهار الشكر بمولده بالاجتماع و إطعام الطعام و نحو ذلك من وجوه القربات و إظهار المسرات.

میں کہتا ہوں کہ: میری نظر میں رسول خدا کی ولادت کا جشن منانے کے لیے ایک دوسری روایت ہے، اور وہ، وہ روایت ہے کہ جس کو بیہقی نے انس سے روایت کیا ہے کہ رسول خدا نے مقام نبوت ملنے کے بعد اپنی طرف سے عقیقہ (قربانی) کیا، حالانکہ روایات کے مطابق عبد المطلب نے رسول خدا کی ولادت کے تیسرے دن بعد ان کے لیے عقیقہ کیا تھا، حالانکہ عقیقہ ایک بار ہی کیا جاتا ہے لیکن اس کے با وجود بھی رسول خدا نے خداوند کا شکر اور حمد کرنے کے لیے دوسری مرتبہ عقیقہ کیا اور انھوں نے اپنے اس کام سے چاہا ہے کہ اپنی امت کو بھی یہ کام کرنے کی طرف متوجہ کریں، جس طرح کہ وہ خود اپنے آپ پر درود بھیجا کرتے تھے۔

پس یہ کام ہمارے لیے بھی مستحب ہے کہ ہم بھی رسول خدا کے وجود جیسی عظیم نعمت کا شکر ادا کرنے کے لیے ہر سال جمع ہو کر ان کا ذکر کریں، انکی شان بیان کریں، ان پر درود و صلوات پڑھیں، فقراء کو اس عظیم دن کھانا کھلائیں اور انکو بھی اپنی خوشیوں میں شریک کریں اور اپنے اس کام سے دنیا کو بھی رسول خدا اور ان کے ایام ولادت کی طرف متوجہ کرائیں اور ان کے علاوہ دوسرے خوشی کے کام بھی اس دن انجام دیں۔

الحاوی للفتاوی، ج 1، ص 188

سیوطی کے کلام میں یہ نکتہ مہم اور قابل توجہ ہے کہ وہ کہتا ہے کہ: رسول خدا نے عقیقے کا جشن دو وجہ سے برپا کیا، ایک یہ کہ: خداوند کا شکر ادا کرنے اور دوسرا یہ کہ: اپنی امت کے لیے بھی اس کام کے شرعی طور پر جائز ہونے کو بیان کرنے کے لیے انجام دیا:

إظهار للشكر على إيجاد الله إياه رحمة للعالمين و تشريع لأمته.

یہ کہہ کر سیوطی نتیجہ نکالتا ہے کہ اس معیار کے مطابق رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا مستحب ہے:

فيستحب لنا أيضاً إظهار الشكر بمولده.

حلبی نے بھی اس روایت کو نقل کرنے کے بعد وضاحت کی ہے کہ سیوطی نے بھی اس روایت کو رسول خدا کی ولادت کا جشن منانے کے لیے ایک معیار اور بنیاد کے طور پر قرار دیا ہے:

و الحافظ السيوطی ... و جعله أصلا لعمل المولد قال لأن العقيقة لا تعاد مرة ثانية فيحمل ذلك على أن هذا الذي فعله النبی صلي الله عليه و سلم إظهارا للشكر على إيجاد الله تعالى إياه رحمة للعالمين وتشريعا لأمته ...

الحلبی، علی بن برهان الدين (متوفی1044هـ)، السيرة الحلبية فی سيرة الأمين المأمون، ج 1، ص 130، ناشر: دار المعرفة – بيروت-

رسول خدا کے عقیقہ کرنے والی روایت اہل سنت کی کتب میں نقل ہوئی ہے۔ اب ہم چند علمائے اہل سنت کے اقوال کو اس روایت کے صحیح ہونے کے بارے میں ذکر کرتے ہیں:

مقدسی نے اس روایت کو ذکر کرنے کے بعد، اس روایت کو صحیح بھی کہا ہے، اس نے کہا ہے کہ:

أخبرنا محمد بن أحمد بن نصر بأصبهان أن الحسن بن أحمد الحداد أخبرهم و هو حاضر ابنا أبو نعيم ابنا سليمان بن أحمد الطبراني ثنا أحمد بن مسعود هو المقدسي قثنا الهيثم بن جميل قثنا عبد الله بن المثنى عن ثمامة بن عبد الله بن أنس عن أنس أن النبی صلى الله عليه و سلم عق عن نفسه بعد ما بعث نبيا إسناده صحيح.

المقدسي الحنبلي، ابو عبد الله محمد بن عبد الواحد بن أحمد (متوفى643هـ)، الأحاديث المختارة، ج 5 ، ص 204، تحقيق عبد الملك بن عبد الله بن دهيش، ناشر: مكتبة النهضة الحديثة - مكة المكرمة،

ابو بکر ہیثمی نے بھی کہا ہے کہ:

و عن أنس أن النبي صلي الله عليه و سلم عق عن نفسه بعد ما بعث نبيا رواه البزار و الطبراني في الأوسط و رجال الطبراني رجال الصحيح خلا الهيثم بن جميل و هو ثقة.

انس سے روایت ہوئی ہے کہ رسول خدا نے اپنی بعثت کے بعد اپنی طرف سے اپنے لیے عقیقہ کیا تھا۔ اس روایت کو بزار اور طبرانی نے کتاب اوسط میں نقل کیا ہے اور طبرانی کی روایت کے راوی وہی صحیح بخاری والے راوی ہیں، غیر از ہیثم بن جمیل کہ وہ بھی ثقہ ہے۔

الهيثمی، ابوالحسن علی بن أبی بكر (متوفى807 هـ)، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، ج 4، ص 59، ناشر: دار الريان للتراث/ دار الكتاب العربي - القاهرة، بيروت -

دمیاطی نے بھی اس روایت کی سند کو حسن قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ:

و حسن أن يعق عن نفسه كما مر لخبر أنه صلى الله عليه و سلم عق عن نفسه بعد النبوة قال فی فتح الجواد و ادعاء النووی بطلانه مردود بل هو حدیث حسن.

یہ اچھی بات ہے کہ اپنی طرف سے عقیقہ کیا جائے، جس طرح کہ گذشتہ روایت میں رسول خدا نے اپنی طرف سے اپنی بعثت کے بعد اپنے لیے عقیقہ کیا تھا۔ اس نے اپنی کتاب فتح الجواد میں کہا ہے کہ: اس روایت کے باطل ہونے کے بارے میں نووی کا دعوی باطل ہے بلکہ یہ روایت، حدیث حسن ہے۔

الدمیاطی ، أبی بكر ابن السيد محمد شطا (معاصر) حاشية إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين لشرح قرة العين بمهمات الدين ، ج 2، ص 336، ناشر : دار الفكر للطباعة و النشر والتوزيع - بيروت.

دوسرا جواب:

صحابہ رسول خدا کی ولادت اور بعثت جیسی نعمت کے شکرانے کے طور پر ہر پیر والے دن روزہ رکھتے تھے۔

یہ مطلب صحیح مسلم کی روایت میں آیا ہے کہ جب رسول خدا سے پیر والے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو، آپ نے فرمایا کہ: یہ وہ دن ہے کہ جس دن میں دنیا میں آیا تھا اور اسی دن میں رسالت کے لیے بھی مبعوث ہوا تھا۔

حدثنا محمد بن الْمُثَنَّى وَ مُحَمَّدُ بن بَشَّارٍ و اللفظ لابن الْمُثَنَّى قالا حدثنا محمد بن جَعْفَرٍ حدثنا شُعْبَةُ عن غَيْلَانَ بن جَرِيرٍ سمع عَبْدَ اللَّهِ بن مَعْبَدٍ الزِّمَّانِيَّ عن أبی قَتَادَةَ الْأَنْصَارِيِّ رضی الله عنه أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ صلی الله عليه و سلم سُئِلَ عن صَوْمِهِ قال فَغَضِبَ رسول اللَّهِ صلی الله عليه و سلم فقال عُمَرُ رضی الله عنه رَضِينَا بِاللَّهِ رَبًّا وَ بِالْإِسْلَامِ دِينًا وَ بِمُحَمَّدٍ رَسُولًا وَ بِبَيْعَتِنَا بَيْعَةً ... قال وَ سُئِلَ عن صَوْمِ يَوْمٍ وَ إِفْطَارِ يَوْمٍ قال ذَاكَ صَوْمُ أَخِي دَاوُدَ عليه السَّلَام قال وَ سُئِلَ عن صَوْمِ يَوْمِ الإثنين قال ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُ فيه وَ يَوْمٌ بُعِثْتُ أو أُنْزِلَ عَلَيَّ فيه ...

ابو قتادہ انصاری کہتا ہے کہ: رسول خدا سے ان کے روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ کو غصہ آ گیا۔ عمر نے کہا ہم راضی ہیں کہ خداوند ہمارا پروردگار ہو، اور اسلام ہمارا دین ہو، اور محمد (ص) ہمارے رسول ہوں اور ہماری بیعت، ہی صحیح بیعت ہو۔

راوی کہتا ہے کہ: رسول خدا سے سوال ہوا کہ کیا ہم ایک دن روزہ رکھ سکتے اور ایک دن افطار کر سکتے ہیں ؟ آپ نے فرمایا کہ: اس طرح سے میرے بھائی حضرت داود روزہ رکھا کرتے تھے۔ پھر آپ سے پیر والے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال ہوا تو، آپ نے فرمایا کہ: یہ وہ دن ہے کہ جس دن میں دنیا میں آیا تھا اور اسی دن میں رسالت کے لیے بھی مبعوث ہوا تھا، یا اس دن مجھ پر وحی نازل ہوئی تھی۔

صحیح مسلم، ج 2، ص 819

سنن کبری بیہقی ج 4 ص 286

سنن کبری نسائی ج 5 ص146

اس روایت میں وضاحت ہوئی ہے کہ رسول خدا سے پیر والے دن روزہ رکھنے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے دو مناسبتوں کی وجہ سے اس دن روزہ رکھنے کی تاکید اور تائید کی ہے۔

عبدری مالکی نے اس روایت کے ایک حصہ کی طرف اشارہ کرنے کے بعد، اس دن کے احترام کو ماہ ربیع الاول کا احترام کہا ہے اور وہ کہتا ہے کہ:

فتشریف هذا الیوم متضمن لتشریف هذا الشهر الذی ولد فیه فینبغی أن نحترمه حق الاحترام و نفضله بما فضل الله به الأشهر الفاضلة.

اس دن کا احترام، یہ اصل میں اس مہینے کا احترام ہے کہ جس مہینے میں رسول خدا کی ولادت ہوئی تھی۔ پس مناسب ہے کہ ہم اس مہینے کا احترام اور احترام کے حق کو ادا کریں اور اس مہینے کو دوسرے مہینوں پر برتری دیں، اس وجہ سے کہ خداوند نے بھی اس مہینے کو برتری دی ہے۔

المدخل ج 2،ص 3، أبو عبد الله محمد بن محمد بن محمد العبدری الفاسی المالکی الشهیر بابن الحاج الوفاة: 737هـ ، دار النشر : دار الفکر-

لہذا اس تفصیل کی روشنی میں ان لوگوں کی بات باطل ہے کہ جو یہ کہتے ہیں کہ رسول خدا کی ولادت کے دن جشن اور عید منانا بدعت اور باطل ہے کیونکہ خود رسول خدا (ص) اور صحابہ نے اس دن جشن نہیں منایا تھا۔

تیسرا جواب:

رسول خدا (ص) کی ولادت کا جشن منانا، یہ قرآن کے مطابق رسول خدا کے وجود جیسی عظیم نعمت کے شکر ادا کرنے کا جشن ہے۔

خداوند نے انسان کو بے شمار ظاہری اور باطنی نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان نعمتوں میں سب سے عظیم نعمت رسول خدا کا وجود مبارک ہے کہ جن کی برکت سے انسانیت نے گمراہی، جہالت کفر، شرک اور بت پرستی سے نجات پائی ہے۔

اس مطلب کی روشنی میں مسلمانوں کا رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا، یہ در حقیقت رسول خدا کے مبارک وجود جیسی عظیم نعمت کے شکر بجا لانے کا جشن ہے۔

اس کے علاوہ عقلی لحاظ سے بھی نعمت کا شکر ادا کرنا ایک اچھا اور پسندیدہ کام ہے کہ کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا انسان اس عقلی بات کی مخالفت نہیں کرتا۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا نعمت کا شکر ادا کرنا بھی وہابیت کی نظر میں بدعت ہے ؟

ابن حجر عسقلانی عالم اہل سنت نے رسول خدا کی ولادت کو خداوند کی طرف سے ایک بزرگ اور عظیم نعمت کہا ہے اور واضح الفاظ میں رسول خدا کی ولادت کے جشن کو اس عظیم نعمت کے شکر ادا کرنے کا جشن کہا ہے۔

ابن حجر کے کلام میں یہ نکتہ مہم ہے کہ اس نے رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کے جائز ہونے کے فتوے کی دلیل صحیح روایت سے لائی ہے کہ جس میں رسول خدا نے یہودیوں کے فرعون کے غرق ہونے اور حضرت موسی کے نجات پانے پر شکرانے کے طور پر جشن منایا ہے۔ ابن حجر نے اس صحیح روایت سے نتیجہ اخذ کیا ہے کہ اگر ان جیسے مراسم کو شکر ادا کرنے کی نیت سے انجام دیا جائے تو جائز ہے۔

ان کے فتوے کی عبارت سیوطی کی نقل کے مطابق یہ ہے:

و قد سئل شيخ الإسلام حافظ العصر أبو الفضل أحمد بن حجر عن عمل المولد فأجاب بما نصه : أصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن أحد من السلف الصالح من القرون الثلاثة و لكنها مع ذلك قد اشتملت علي محاسن و ضدها ، فمن تحرى فى عملها المحاسن و تجنب ضدها كان بدعة حسنة و إلا فلا .

شیخ الاسلام، حافظ دوراں، ابو الفضل احمد ابن حجر سے رسول خدا کی ولادت کا جشن منانے کے بارے میں سوال ہوا، تو انھوں نے جواب دیا کہ:

ولادت کا جشن منانا یہ ایک نئا کام ہے کہ گذشتہ زمانے کی تیسری صدی کے صالحان سے نقل نہیں ہوا، لیکن اس کے با وجود اس جشن میں اچھے اور برے کام انجام دئیے جاتے ہیں، پس اگر کوئی نیک اور اچھے کام انجام دے اور بد اور برے کاموں سے دوری اختیار کرے تو، اس کا کام نیک اور ٹھیک ہو گا۔

وہ اس فتوے کے بعد اپنے کلام کے صحیح ہونے پر صحیح روایت سے سند کے طور پر دلیل لایا ہے اور کہتا ہے کہ :

قال : و قد ظهر لی تخريجها علی أصل ثابت و هو ما ثبت فی الصحيحين من أن النبی صلی الله عليه و سلّم قدم المدينة فوجد اليهود يصومون يوم عاشوراء فسألهم فقالوا هو يوم أغرق الله فيه فرعون و نجی موسی فنحن نصومه شكراً لله تعالی.

فيستفاد منه فعل الشكر لله علی ما من به فی يوم معين من إسداء نعمة أو دفع نقمة ، و يعاد ذلك في نظير ذلك اليوم من كل سنة ، و الشكر لله يحصل بأنواع العبادة كالسجود و الصيام و الصدقة و التلاوة، و أی نعمة أعظم من النعمة ببروز هذا النبی نبی الرحمة فی ذلك اليوم ، و علی هذا فينبغی أن يتحری اليوم بعينه حتی يطابق قصة موسی فی يوم عاشوراء ، ...

و أما ما يعمل فيه فينبغی أن يقتصر فيه علی ما يفهم الشكر لله تعالی من نحو ما تقدم ذكره من التلاوة و الإطعام و الصدقة و إنشاد شيء من المدائح النبوية و الزهدية المحركة للقلوب إلی فعل الخير و العمل للآخرة...

میرے لیے واضح ہوا ہے کہ ولادت کے جشن پر اصل دلیل وہ ہے کہ جو صحیحین میں ذکر ہوا ہے اور وہ یہ ہےکہ جب رسول خدا مدینہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یھودی عاشورا کے دن روزہ رکھتے ہیں تو رسول خدا نے ان سے اس کام کی دلیل پوچھی تو انھوں نے جواب دیا کہ یہ وہ دن ہے کہ جب خداوند نے فرعون کر غرق کیا اور حضرت موسی کو نجات دی۔ پس ہم اس نعمت پر خدا کا شکر ادا کرنے کے لیے آج کے دن روزہ رکھتے ہیں۔

ابن حجر نے کہا ہے کہ: اس روایت سے استفادہ ہوتا ہے کہ خداوند کے ایک خاص دن میں انسان پر لطف و کرم کرنے کا شکر ادا کرنا واجب ہے، جیسے خداوند کا نعمت عطا کرنا یا کسی سے عذاب کو دور کرنا۔ نعمت خدا کا یہ شکر، ہر سال کے اور اس خاص دن کے شکر ادا کرنے کی طرف پلٹتا ہے۔ خداوند کا شکر مختلف عبادتوں جیسے سجدہ کرنا، روزہ رکھنا، صدقہ دینا، قرآن کی تلاوت کرنا وغیرہ کے ساتھ ادا ہوتا ہے۔ اور کون سی نعمت اس خاص دن، رسول خدا کے وجود سے بڑھ کر ہو سکتی ہے ؟ لہذا اس دن خداوند کا شکر ادا کرنا زیادہ مناسب ہے تا کہ یہ دن حضرت موسی کے نجات والی داستان کہ جو روز عاشورا ہوئی تھی، اس کے مطابق ہو جائے۔

اسی وجہ سے وہ اعمال جو اس خاص دن انجام دئیے جاتے ہیں، ان سے خداوند کا شکر ادا ہوتا ہوا نظر آنا چاہیے، جیسے قرآن کی تلاوت کرنا، محتاجوں کو کھانا کھلانا، صدقہ دینا، رسول خدا کی شان میں اشعار اور منقبت پڑھنا اور وہ کام کہ جن سے انسان کا دل نیکی اور آخرت کی طرف متوجہ ہوتا ہے، وغیرہ وغیرہ۔

السيوطی،جلال الدين أبو الفضل عبد الرحمن بن أبی بكر (متوفى911هـ)، الحاوی للفتاوی فی الفقه و علوم التفسير و الحديث و الاصول و النحو و الاعراب و سائر الفنون، ج1، ص 188، تحقيق: عبد اللطيف حسن عبد الرحمن، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى،

چوتھا جواب:

علماء اہل سنت رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کو جائز کہتے ہیں:

علماء اہل سنت کے کلام اور فتاوی میں غور اور فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کو جائز اور شرعی کہتے ہیں اور اس شرعی کام کو وہابی علماء کی طرح نہ یہ کہ بدعت قرار نہیں دیتے، بلکہ اس کام کے لیے ثواب اور اجر کو بھی ذکر کرتے ہیں۔ واضح اور روشن ہے کہ ایک بدعت کے انجام دینے پر تو خداوند ثواب اور اجر عطا نہیں کرتا۔

ان علماء نے اس بارے میں بہت کچھ کہا ہے، لیکن یہاں پر ہم مختصر طور پر ان کے بعض کلمات اور فتاوی کو ذکر کرتے ہیں، اور وہ سب جشن کے تمام مراسم کو، رسول خدا کے مقام کے محترم ہونے، اور ان سے اظہار عشق کرنے کو اور ان کے وجود کی نعمت کے شکر ادا کرنے کو جائز قرار دیتے ہیں۔

1- ابن حجر عسقلانی (متوفی852 ہجـ):

ابن حجر عسقلانی عالم اہل سنت شافعی مذہب نے ایک سوال کے جواب میں کہا ہے کہ رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا ایک اچھا اور نیک کام ہے۔ سوال اور انکے فتوے کے متن کو سیوطی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ:

و قد سئل شيخ الإسلام حافظ العصر أبو الفضل أحمد بن حجر عن عمل المولد فأجاب بما نصه : أصل عمل المولد بدعة لم تنقل عن أحد من السلف الصالح من القرون الثلاثة و لكنها مع ذلك قد اشتملت علي محاسن و ضدها ، فمن تحري في عملها المحاسن و تجنب ضدها كان بدعة حسنة و إلا فلا .

شیخ الاسلام، حافظ دوراں، ابو الفضل احمد ابن حجر سے رسول خدا کی ولادت کا جشن منانے کے بارے میں سوال ہوا، تو انھوں نے جواب دیا کہ:

ولادت کا جشن منانا یہ ایک نئا کام ہے کہ گذشتہ زمانے کی تیسری صدی کے صالحان سے نقل نہیں ہوا، لیکن اس کے با وجود اس جشن میں اچھے اور برے کام انجام دئیے جاتے ہیں، پس اگر کوئی نیک اور اچھے کام انجام دے اور بد اور برے کاموں سے دوری اختیار کرے تو، اس کا کام نیک اور ٹھیک ہو گا۔

السيوطی، جلال الدين (متوفى911هـ)، الحاوی للفتاوی ، ج1، ص 188، تحقيق: عبد اللطيف حسن عبد الرحمن، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى،

2- جلال الدین سیوطی (متوفی 911ہجـ):

سیوطی فقہ اور تفسیر کا اہل سنت کا عالم ہے، اس نے بھی رسول خدا کی ولادت کے جشن کو ایک اچھا کام کہا ہے کہ جس کے انجام دینے پر ثواب اور اجر بھی ملتا ہے:

فقد وقع السؤال عن عمل المولد النبوی في شهر ربيع الأول ما حكمه من حيث الشرع ؟ و هل هو محمود أو مذموم ؟ و هل يثاب فاعله أو لا ؟

و الجواب : عندی أن أصل عمل المولد الذی هو اجتماع الناس و قراءة ما تيسر من القرآن و رواية الأخبار الواردة فی مبدأ أمر النبی صلى الله عليه و سلّم و ما وقع فی مولده من الآيات ثم يمد لهم سماط يأكلونه و ينصرفون من غير زيادة على ذلك هو من البدع الحسنة التی يثاب عليها صاحبها لما فيه من تعظيم قدر النبی صلى الله عليه و سلّم و إظهار الفرح و الاستبشار بمولده الشريف.

سوال : ربیع الاول کے مہینے میں رسول خدا کے جشن میلاد میں انجام دینے والے اعمال کے بارے میں سوال ہوا کہ کیا شریعت کی نظر میں یہ ایک اچھا اور نیک کام ہے یا ایک بد اور مورد مذمت کام ہے ؟ اور وہ لوگ جو یہ کام انجام دیتے ہیں، کیا ان کو کوئی ثواب اور اجر ملتا ہے یا نہیں ؟

جواب : وہ کام جو جشن میلاد میں انجام دئیے جاتے ہیں، جیسے لوگوں کا جمع ہونا، قرآن کی تلاوت کرنا، رسول خدا کی شان میں روایات کا پڑھنا، انکی ولادت کے واقعے اور معجزات کا ذکر کرنا، کھانا کھانا اور ان سب کا اپنے گھروں کو واپس آ جانا۔ یہ ایک ایسی بدعت ہے کہ جو اچھی ہے اور جو بھی اسکو انجام دے گا، اسکو ثواب ملے گا، کیونکہ یہ رسول خدا کی ولادت کے جشن کو منانا اور خوشی کا اظہار کرنا ہے۔

الحاوی للفتاوی، ج 1، ص 181

3- صالحیی شامی (متوفی 947ہجـ):

وہ ایک عالم کے کلام پر کہ جس نے کہا ہے کہ ولادت کا جشن منانا ایک شرعی کام نہیں ہے، اشکال کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

و لا نية هنا إلا الشكر لله تعالى على ولادة هذا النبى الكريم صلى الله عليه و سلم فى هذا الشهر الشريف ، و هذا معنى نية المولد فهى نية مستحسنة بلا شك.

رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا، یہ فقط اس مبارک میہنے میں خداوند کا شکر ادا کرنے کے لیے منایا جاتا ہے، اور یہی جشن منانے کی نیت کا معنی ہے، پس یہ نیت بغیر کسی شک کے ایک اچھی اور قابل تعریف نیت ہے۔

سبل الهدى و الرشاد، ج 1، ص 373

4- ابن جزری (متوفی833ہجـ):

شمس الدین محمد بن محمد جزری شافعی عالم اہل سنت نے اپنی کتاب «التعریف بالمولد الشریف» میں ابو لہب کے جہنم میں عذاب میں کمی ہونے والی روایت کو ذکر کیا ہے کہ ابو لہب نے رسول خدا کی ولادت کی خبر سن کر اپنی کنیز کو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا تھا، جس پر خداوند نے اس کو جہنم میں عذاب میں کمی کی ہوئی ہے، پھر واضح طور پر کہتا ہے کہ اگر ابو لہب کے اس کام کرنے کی وجہ سے عذاب میں کمی ہو سکتی ہے تو پھر وہ اہل توحید مسلمان کہ جو رسول خدا کی ولادت کی خوشی میں خوشحال ہوتے ہیں اور جشن مناتے ہیں، انکی جزا یقینی طور پر جنت ہے اور ابن جزری اس بات پر قسم بھی کھاتا ہے۔

ابن جزری کے کلام کو سیوطی نے اپنی کتاب «الحاوی للفتاوی» میں نقل کیا ہے کہ :

ثم رأيت إمام القراء الحافظ شمس الدين بن الجزرى قال فى كتابه المسمى عرف التعريف بالمولد الشريف ما نصه : قد رؤى أبو لهب بعد موته فى النوم فقيل له ما حالك ؟ فقال : فى النار إلا أنه يخفف عني كل ليلة اثنين و أمص من بين أصبعى ماء بقدر هذا و أشار لرأس أصبعه و إن ذلك باعتاقى لثويبة عند ما بشرتنى بولادة النبى صلى الله عليه و سلّم و بإرضاعها له.

فإذا كان أبو لهب الكافر الذى نزل القرآن بذمة جوزى فى النار بفرحه ليلة مولد النبى صلى الله عليه و سلّم به فما حال المسلم الموحد من أمة النبى صلى الله عليه و سلّم يسر بمولده و يبذل ما تصل إليه قدرته فى محبته صلى الله عليه و سلّم ؟ لعمرى إنما يكون جزاؤه من الله الكريم أن يدخله بفضله جنات النعيم .

میں نے حافظ شمس الدین بن جزری کو دیکھا ہے کہ اس نے اپنی کتاب «عرف التعریف بالمولد الشریف» میں کہا ہے کہ: ابولہب کو مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا اور اس سے اس کا حال پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں جہنم کی آگ میں ہوں لیکن ہر پیر والے دن میرے عذاب میں کمی ہوتی ہے اور میری انگلیوں میں سے تھوڑا پانی جاری ہوتا ہے اور یہ اس وجہ سے ہوتا ہے کہ جب میں نے اپنی کنیز ثوبیہ سے رسول خدا کی ولادت کی

خبر سنی تو میں نے اسکو خدا کی راہ میں آزاد کر دیا اور کیونکہ اس نے رسول خدا کو دودھ بھی دیا تھا۔ اگر ابولہب کہ جو کافر تھا اور اسکی مذمت میں قرآن کی ایک سورت بھی نازل ہوئی ہے، اس کو فقط رسول خدا کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے جہنم میں جزا دی جاتی ہے، تو پھر وہ اہل توحید مسلمان کہ جو ان رسول کی امت میں سے ہیں، اور وہ رسول خدا کی ولادت والے دن خوشحال ہوتے اور جشن مناتے ہیں اور اپنی طاقت کے مطابق ان حضرت کی محبت میں خرچ کرتے ہیں، تو پھر ان کے ثواب اور اجر کا تو فقط خداوند کو ہی پتا ہو گا۔ مجھے اپنی جان کی قسم ایسے شخص کی جزا یہ ہے کہ خداوند اپنے فضل و کرم کی وجہ سے اسکو جنت عطا کرے۔

الحاوی للفتاوی فی الفقه و علوم التفسیر ، ج 1، ص 188

رسول خدا کا چچا ابولہب جو کہ پکا کافر تھا۔ جب اسے اس کے بھائی حضرت عبد اللہ کے یہاں بیٹے کی ولادت کی خوشخبری ملی تو بھتیجے کی آمد کی خوشخبری لانے والی کنیز ثویبہ کو اس نے انگلی کا اشارہ کر کے آزاد کر دیا۔ ابولہب کے مرنے کے بعد حضرت عباس نے اسے خواب میں دیکھا کہ وہ بڑے برے حال میں ہے تو اس سے پوچھا کیا گزری؟ ابولہب نے جواب دیا مرنے کے بعد کوئی بہتری نہ مل سکی ہاں مجھے اس انگلی سے پانی ملتا ہے کیونکہ میں نے ثویبہ لونڈی کو آزاد کیا تھا.

(صحیح بخاری ج 2ص 764)

اسی روایت کے مطابق ہمارے گذشتہ بزرگان کہ جو اپنے دور کے مفسر، محدث اور محقق رہے ہیں ان کے دلائل پڑھیں اور سوچیں کہ اس سے بڑھ کر بھی رسول خدا کے جشن ولادت منانے کے اور کیا دلائل ہوں گے ؟

ابولہب وہ بدبخت انسان ہے جس کی مذمت میں قرآن کی ایک پوری سورۃ نازل ہوئی ہے لیکن محض اس وجہ سے کہ اس کی آزاد کردہ کنیز نے نبی اکرم کو دودھ پلایا تو اس کا فائدہ اس کے مرنے کے بعد بھی اس کو کچھ نہ کچھ ملتا رہا۔ ابو لہب نے حضرت عباس سے یہ بھی کہا کہ پیر والے دن میرے عذاب میں کچھ کمی کر دی جاتی ہے۔ علماء کرام نے فرمایا اس کی وجہ یہ ہے کہ رسول خدا کی تشریف آوری کی بشارت سنانے پر ثویبہ کو جس وقت ابولہب نے آزاد کیا تھا اسی وقت اس کے عذاب میں کمی کی جاتی ہے.

تذکرہ میلاد رسول ص 18

5- شاہ عبد الحق محدث دہلوی کا قول ہے کہ:

میلاد شریف کرنے والوں کے لئے اس میں سند ہے کہ جو شب میلاد خوشیاں مناتے ہیں اور مال خرچ کرتے ہیں۔ یعنی ابولہب کافر تھا اور قرآن پاک اس کی مذمت میں نازل ہوا۔ جب اسے میلاد کی خوشی منانے اور اپنی کنیز کے دودھ کو آنحضرت کے لئے خرچ کرنے کی وجہ سے جزا دی گئی تو اس مسلمان کا کیا حال ہو گا جو محبت اور خوشی سے بھرپور ہے اور میلاد پاک میں مال خرچ کرتا ہے۔

(مدارج النبوۃ دوم ص 26)

6- حافظ الحدیث ابن الجزری کا کلام ہے کہ:

جب ابولہب کافر جس کی مذمت میں قرآن پاک نازل ہوا ہے جب وہ رسول خدا کی ولادت کی خوشی میں نیک جزا مل گئی (عذاب میں کمی) تو رسول خدا کی امت کے مسلمان موحد کا کیا حال ہو گا۔ جو حضور کی ولادت کی خوشی مناتا ہو اور حضور کی محبت میں حسب طاقت خرچ کرتا ہو۔ مجھے اپنی جان کی قسم خداوند سے اس کی جزا یہ ہے کہ اس کو اپنے فضل و کرم سے جنت نعیم میں داخل فرمائے گا۔

مواہب لدنیہ جلد 1ص 27

7- علامہ ابن جوزی کا قول ہے کہ:

جب ابولہب کافر کہ جس کی قرآن میں مذمت بیان کی ہے، رسول خدا کی ولادت پر خوش ہونے کی وجہ سے یہ حال ہے تو ان کی امت کے اس موحد مسلمان کا کیا کہنا جو آپ (ص) کی ولادت پر مسرور اور خوش ہے۔

بیان المولد النبوی ص 70 بحوالہ مختصر سیرۃ الرسول ص 23

ان اہل سنت کے محدثین کرام اور اسلاف کے خیالات سے ثابت ہے کہ جشن ولادت منانا اسلاف کا بھی محبوب فعل رہا ہے اور یہ بات واضح ہے کہ جب کافر رسول خدا کی آمد کی خوشی منا کر فائدہ حاصل کر سکتا ہے تو مسلمان محمد رسول اللہ کی آمد کا جشن منا کر کیوں فائدہ حاصل نہیں کر سکتا ؟

بلکہ ابن الجزری نے تو قسم اٹھا کر فرمایا ہے کہ میلاد منانے والوں کی جزا یہ ہے کہ خداوند اپنے فضل سے ان کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ سبحان ااﷲ

8- ابو الخیر سخاوی (متوفی 902ہجـ):

سخاوی شافعی نے واضح طور پر کہا ہے کہ پوری دنیا کے مسلمان رسول خدا کی ولادت کے جشن میں نیک کام انجام دیتے ہیں، پھر اس نے صالحی شامی کے کلام کو اسطرح نقل کیا ہے کہ:

قال الحافظ أبو الخیر السخاوی - رحمه الله تعالی - فی فتاویه : عمل المولد الشریف لم ینقل عن أحد من السلف الصالح فی القرون الثلاثة الفاضلة ، و إنما حدث بعد ، ثم لا زال أهل الإسلام فی سائر الأقطار و المدن الكبار یحتفلون فی شهر مولده صلی الله علیه و سلم بعمل الولائم البدیعة المشتملة علی الأمور البهجة الرفیعة و یتصدقون فی لیالیه بأنواع الصدقات و یظهرون السرور و یزیدون فی المبرات و یعتنون بقراءة مولده الكریم و یظهر علیهم من بركاته كل فضل عمیم۔ انتهی۔

حافظ ابو الخیر سخاوی نے اپنے فتووں میں کہا ہے کہ: رسول خدا کی ولادت کا جشن تین صدیوں میں ماضی کے صالح علماء میں سے کسی سے بھی نقل نہیں ہوا بلکہ یہ چیز بعد میں وجود میں آئی ہے۔ پھر آہستہ آہستہ پوری دنیا کے مسلمان رسول خدا کی ولادت کے مہینے میں جشن مناتے، کھانا کھلاتے اور خوشحال کرنے والے کام انجام دیتے ہیں، جیسے ولادت کی رات کو صدقہ دینا، فقراء کی مدد کرنا اور انکو کھانا کھلانا، ولادت کے بارے

میں اشعار پڑھنا وغیرہ۔ خداوند بھی ان کے اس پرمسرت موقعے پر جشن منانے کی وجہ سے ان پر اپنی نعمتوں کو نازل کرتا ہے۔

سبل الهدی و الرشاد، ج 1، ص 362

9- عبد الرحمن ابو شامہ (متوفی665ہجـ)

ابو شامہ کہ جو شافعی مذہب ہے، اس نے واضح کہا ہے کہ رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا ایک اچھا اور نیک کام ہے کہ جس کو ابھی ہی منانا شروع کیا گیا ہے اور یہ کام رسول خدا کے احترام اور خداوند کا اس عظیم نعمت پر شکر ادا کرنے کے لیے انجام دیا جاتا ہے:

و من أحسن ما ابتدع فی زماننا من هذا القبیل ما کان یفعل بمدینة اربل جبرها الله تعالی کل عام فی الیوم الموافق لیوم مولد النبی صلی الله علیه و سلم من الصدقات و المعروف و اظهار الزینة و السرور فان ذلك مع ما فیه من الاحسان إلی الفقراء مشعر بمحبة النبی صلی الله علیه و سلم و تعظیمه و جلالته فی قلب فاعله و شکرا لله تعالی علی ما من به من ایجاد رسوله الذی أرسله رحمة للعالمین و علی جمیع المرسلین.

ہمارے زمانے کی سب سے نیک اور اچھی بدعت، وہ اعمال ہیں کہ جو شہر اربل میں رسول خدا کی ولادت کے دن ہر سال انجام دئیے جاتے ہیں، جیسے صدقہ دینا، نیکی و احسان کرنا، شہر کی سجاوٹ کرنا، اظہار خوشحالی کرنا، یہ تمام کام فقراء پر احسان کے علاوہ، رسول خدا سے محبت اور انکا احترام اور انکی تعظیم بھی ہے۔ ان اعمال کو وہ لوگ انجام دیتے ہیں کہ جو رسول خدا سے دل سے محبت کرتے ہیں اور خداوند کا اس عظیم نعمت نازل کرنے پر شکر بھی ادا کرتے ہیں۔

وہ آخر میں وضاحت کرتا ہے کہ رسول خدا کے احترام میں، انکی ولادت کا پہلا جشن شہر موصل میں ایک نیک بندے نے منایا تھا:

و کان أول من فعل ذلك بالموصل الشیخ عمر بن محمد الملا أحد الصالحین المشهورین و به اقتدی فی ذلك صاحب أربل وغیره رحمهم الله تعالی.

سب سے پہلا وہ بندہ کہ جس نے اس کام کو موصل میں شروع کیا، وہ شیخ عمر بن محمد ملّا کہ وہ ایک صالح انسان کے طور پر مشہور تھا۔ اس کے اس کام میں اربل اور دوسرے شہروں کے لوگوں نے اسکی پیروی کی، کہ خداوند ان سب پر اپنی رحمت کرے۔

الباعث علی إنكار البدع و الحوادث، ج1 ، ص 23، عبد الرحمن بن إسماعیل أبو شامة الوفاة: 665 ، دار النشر : دار الهدی - القاهرة - الطبعة : الأولي ، تحقیق : عثمان أحمد عنبر

10-نصیر الدین مبارك بن یحیی شافعی (متوفی669ہجـ):

شیخ نصیر الدین مبارك بن یحیی شافعی نے بھی رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کو جائز کہا ہے اور اس

پر ثواب اور اجر کو بھی بیان کیا ہے۔ ان کے کلام کو صالحیی شامی نے اپنی کتاب میں اسطرح نقل کیا ہے کہ:

و قال الشيخ الإمام العلامة نصير الدين المبارك الشهير بابن الطباخ فی فتوى بخطه : إذا أنفق المنفق تلك الليلة و جمع جمعا أطعمهم ما يجوز إطعامه و أسمعهم ما يجوز سماعه و دفع للمسمع المشوق للآخرة ملبوسا ، كل ذلك سرورا بمولده صلى الله عليه و سلم فجميع ذلك جائز و يثاب.

شیخ، امام، علامہ نصیر الدین مبارک کہ جو ابن طباخ کے نام سے بھی مشہور ہے، اس نے اپنے فتوے میں کہا ہے کہ: جو شخص بھی رسول خدا کی ولادت کی رات، خدا کی راہ میں خرچ کرے اور ان ضرورت مندوں کو کھانا کھلائے، ان کو چیز سنائے کہ جن کا سننا جائز ہے، اور جو اس محفل میں حاضر ہو اور اسکو آخرت کے گھر کا بہت شوق ہو، اسکو ہدئیے کے طور پر لباس دے۔ یہ تمام کام رسول خدا کی ولادت کی خوشی میں انجام دے تو یہ تمام کام جائز اور ان کے انجام دینے پر ثواب اور اجر بھی دیا جائے گا۔

الصالحی الشامی، محمد بن يوسف (متوفى942هـ)، سبل الهدى و الرشاد فی سيرة خير العباد، ج1، ص363 ، تحقيق: عادل أحمد عبد الموجود و على محمد معوض، ناشر: دار الكتب العلمية - بيروت، الطبعة: الأولى،

11- ابن عباد الرندی (متوفای792ہجہ):

ابن عباد مالکی نے بھی رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کو جائز اور اس دن کو مسلمانوں کی عید کہا ہے اور اس جشن کے بدعت ہونے کو ردّ کیا ہے۔ اس کے کلام کو محمد بن عبد الرحمن مغربی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ:

قال فی رسائله الكبرى ما نصه و أما المولد فالذی يظهر لی أنه عيد من أعياد المسلمين و موسم من مواسمهم و كل ما يفعل فيه ما يقتضيه وجود الفرح و السرور بذلك المولد المبارك من إيقاد الشمع و إمتاع البصر و السمع و التزين بلبس فاخر الثياب و ركوب فاره الدواب أمر مباح لا ينكر على أحد قياسا على غيره من أوقات الفرح، و الحكم بكون هذه الأشياء بدعة فی هذا الوقت الذی ظهر فيه سر الوجود و ارتفع فيه علم الشهود و انقشع فيه ظلام الكفر و الجحود و ادعاء أن هذا الزمان ليس من المواسم المشروعة لأهل الإيمان و مقارنة ذلك بالنيروز و المهرجان أمر مستثقل تشمئز منه القلوب السليمة و تدفعه الآراء المستقيمة .

کتاب «رسائل الکبری» میں اسکا کلام اس طرح آیا ہے کہ: جو کچھ میرے لیے ثابت ہوا ہے، وہ یہ ہے کہ رسول خدا کی ولادت کا دن، مسلمانوں کی عید کا دن ہے اور اس دن انجام پانے والے اعمال، مسلمانوں کے اعمال ہیں۔ وہ تمام کام جو اس دن مسلمان انجام دیتے ہیں، وہ فقط رسول خدا کی ولادت کی خوشی منانے کے لیے انجام دیتے ہیں۔ جیسے شمعیں جلانا، آنکھوں اور کانوں کو خوشحال کرنا، (اس سے مراد رسول خدا کی شان میں اشعار اور نعتیں پڑھنا ہے۔)، نئے لباس پہننا، گھوڑوں پر سوار ہونا، یہ سارے ایسے کام ہیں کہ جو مباح ہیں اور کوئی بندہ بھی برے کام نہیں کہتا، جس طرح کہ اس زمانے اور اس مناسبت کے علاوہ بھی ان کاموں کو انجام دینا جائز ہے، اسی طرح آج کے دن اور اس مناسبت پر بھی ان کاموں کو انجام دینا جائز ہے۔

لیکن رسول خدا کی ولادت کے موقع پر ان اعمال کے انجام دینے، وہ رسول خدا کہ جسکی برکت سے دنیا سے کفر

و بت پرستی کی تاریکی نور توحید سے بدل گئی، کو بدعت کہنا اور یہ دعوی کرنا کہ ان حضرت کی ولادت کے دن انجام پانے والے اعمال غیر شرعی اور مسلمانوں کے اعمال نہیں ہیں اور اسکو نوروز اور یہودیوں کے جشن کے ساتھ موازنہ کرنا، یہ ایک ایسی عجیب بات ہے کہ جس سے پاک و صاف دل نفرت کرتے ہیں اور ان جیسے افکار اور نظریات کو قبول نہیں کرتے۔

المغربی، محمد بن عبد الرحمن ابو عبد الله (متوفی: 954هـ)، مواهب الجليل لشرح مختصر خليل، ج 2 ص 407، ناشر: دار الفكر - بيروت، الطبعة: الثانية،

12- حسن بن عمر بن حبیب (متوفی779ہجـ):

مشہور تاریخ دان حسن بن عمر بن حبیب نے بھی وضاحت کی ہے کہ رسول خدا کی ولادت کے دن کو عید منانی اور اس دن کا احترام کرنا چاہیے۔

فما أكرم أيام مولده الشريف عند من عرف قدرها و ما أعظم بركتها عند من عرف سرها و نشرها و حقيق بيوم كان فيه وجود النبی أن يتخذ عيدا و خليق بوقت استقرت فيه غرته أن يعقد طالعا سعيدا إذ قد انبسق فيه عن جوهرة الكون بيض الشرف و فيه ظهرت الدرة المصونة من باطن الصدف و أبرز سابق السعد من كمون العدم و بمكة المشرفة أنجز صادق الوعد بمضمون الكرم.

جس بندے کو رسول خدا کی معرفت ہے، وہ جانتا ہے کہ رسول خدا کی ولادت کے ایام کنتے مبارک ہیں اور یہ ایام اس بندے کے نزدیک کتنے با برکت ہیں کہ جو ان ایام کے رمز و راز کو جانتا ہو۔ اس مبارک دن مناسب یہ ہے کہ عید منائی جائے۔ مناسب یہ ہے کہ جب یہ مہینہ شروع ہو تو نیکی اور احسان بھی شروع ہو جانا چاہیے، کیونکہ اس مہینے میں کائنات کا گوہر اور جوہر اور انسانیت کا شریف ترین انسان ظاہر ہوا ہے۔ اس مہینے میں گوہر صدف سے باہر آیا اور خداوند کا وعدہ مکہ مشرفہ میں پورا ہوا ہے اور سعادت مند ترین انسان اس مہینے میں پیدا ہوا ہے۔

الحسن بن عمر بن حبيب (متوفی779هـ)، المقتفى من سيرة المصطفى، ج1، ص32 ، تحقيق : د مصطفى محمد حسين الذهبی، دار النشر: دار الحديث - القاهرة - مصر، الطبعة : الأولى،

13- محمد بن عمر حضرمی شافعی (930ہجـ) :

حضرمی شافعی نے واضح کہا ہے کہ مکہ کے لوگ رسول خدا کی ولادت کی رات ان حضرت کی ولادت کی جگہ پر جمع ہوتے ہیں اور اس جگہ خداوند کی عبادت اور دعا کرتے ہیں اور اس مبارک جگہ سے توسل کرتے ہیں۔ بعض اس زمانے کے علماء نے بھی ان اعمال کے شرعی اور جائز ہونے کے بارے میں فتوی دیا ہے۔

قال علماء السير : ولد النبی [صلى الله عليه و سلم] فی ربيع الأول ، يوم الاثنين بلا خلاف . ... و ذلك بمكة المشرفة ، فی شعب أبی طالب ، و هو المكان الذی يجتمع فيه أهل (مكة) ليلة المولد الشريف ، للذكر و الدعاء و التبرك بمسقط رأسه [صلى الله عليه و سلم] . و أفتى جماعة من المتأخرين بأن عمل المولد على هذا القصد حسن محمود.

سیرت کے بارے میں لکھنے والوں نے لکھا ہے کہ: رسول خدا ماہ ربیع الاول میں پیر والے دن دنیا میں تشریف لائے تھے، اس مسئلے میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ رسول خدا کی ولادت مکہ معظمہ میں شعب ابی طالب کے مقام پر ہوئی تھی۔ اس جگہ پر وہ مقام ہے کہ جہاں مکہ کے لوگ رسول خدا کی ولادت کی رات جمع ہو کر خدا کا ذکر اور عبادت کرتے ہیں اور خدا کی بارگاہ میں اس جگہ کو توسل قرار دیتے ہیں۔ بعض گذشتہ زمانے کے علماء نے اس ہدف اور مقصد کے لیے ان اعمال کے انجام دینے کو ایک اچھا اور نیک عمل کہا ہے۔

الحضرمی الشافعی، محمد بن عمر بحرق (متوفای930هـ)، حدائق الأنوار و مطالع الأسرار فی سیرة النبی المختار، ج1، ص105، تحقیق: محمد غسان نصوح عزقول، دار النشر: دار الحاوی - بیروت، الطبعة: الأولی،

نتیجہ:

مذکورہ تمام علماء اہل سنت کے اقوال کا خلاصہ یہ ہے کہ رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا، ان کے بلند و عالی مقام کا احترام کرنا، یہ ان حضرت سے محبت اور خداوند کا اس عظیم نعمت پر شکر ادا کرنے کی علامت ہے۔ اس مبارک جشن میں تمام نیک کاموں کو انجام دینا، اس جشن کو بدعت کے دائرے سے خارج کرتا ہے کہ جس طرح وہابی اس جشن کے بارے میں کہتے ہیں۔

پانچواں جواب:

اہل سنت کے مطابق جشن میلاد منانا ایک اچھی اور نیک بدعت ہے۔

علماء اہل سنت نے بدعت کی دو اقسام کو بیان کیا ہے: بدعت حسن (نیک)، بدعت قبیح(بد)، سمعانی نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ:

و البدعة علی وجهین بدعة قبیحة و بدعة حسنة.

الانتصار لأصحاب الحدیث، ج 1، ص 28، منصور بن محمد السمعانی أبو المظفر الوفاة: 489هـ ، دار النشر : مکتبة أضواء المنار - السعودیة الطبعة : الأولی ، تحقیق : محمد بن حسین بن حسن الجیزانی،

ہم نے اس بارے میں بعض علماء کے کلام کو نقل بھی کیا ہے کہ جو اس جشن کے موضوع کو ایک اچھی اور نیک بدعت کہتے ہیں اور انھوں نے اس بات کی وضاحت بھی کی ہے۔

اس کے علاوہ حلبی نے ابن حجر ہیتمی سے نقل کیا ہے کہ وہ کام جو رسول خدا کے جشن میلاد میں انجام دئیے جاتے ہیں، وہ سب ایک اچھی اور نیک بدعت ہیں:

و قد قال ابن حجر الهیتمی و الحاصل أن البدعة الحسنة متفق علی ندبها و عمل المولد و إجتماع الناس له کذلك أی بدعة حسنة.

ابن حجر ہیتمی نے کہا ہے کہ: خلاصہ یہ ہے کہ سب کا اتفاق ہے کہ بدعت حسن ایک مستحب شئی ہے، اور وہ

کام کہ جو رسول خدا کی ولادت کے جشن میں انجام دئیے جاتے ہیں اور ان کاموں کے لیے لوگ جمع ہوتے ہیں، وہ بھی اسی طرح ہیں یعنی وہ بھی ایک اچھی اور نیک بدعت ہے۔

السیرة الحلبیة ج 1، ص 137

حتی ابن تیمیہ کے بیان کردہ معیار کے مطابق بھی، رسول خدا کا جشن میلاد بھی بدعت حسن میں شمار ہوتا ہے، وہ اس بارے میں کہتا ہے کہ:

إذا البدعة الحسنة عند من يقسم البدع إلى حسنة و سيئة لابد أن يستحبها أحد من أهل العلم الذين يقتدى بهم و يقوم دليل شرعى على إستحبابها.

بدعت کو جب حسن اور قبیح میں تقسیم کیا ہے تو بدعت حسن، وہ ہے کہ جس کو کسی اہل علم نے کہ جسکی اتباع اور پیروی ہوتی ہو، ایک مستحب عمل کہا ہو اور اس عمل کے مستحب ہونے پر دلیل شرعی بھی موجود ہو۔

کتب و رسائل و فتاوی ابن تیمیة فی الفقه ج 27، ص 152

ابن تیمیہ کی بات کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک کام اس بدعت حسنہ شمار ہو گا، جب علماء میں سے ایک عالم نے اس کام کو مستحب کہا ہو، جبکہ حلبی کی نقل کے مطابق ابن حجر نے واضح کہا ہے کہ رسول خدا کا جشن میلاد منانا اور اس کے لیے لوگوں کا ایک جگہ جمع ہونا، ایک بدعت حسن ہے اور بدعت حسن علماء کے اتفاق کی بناء پر مستحب ہے۔

لیکن امام نووی اور دوسرے بہت سے محدثین نے بدعت کی پانچ اقسام بیان کی ہیں۔

(1) بدعت واجب، (2) بدعت مندوبہ، (3) بدعت مباحہ، (4) بدعت مکروہہ، (5) بدعت حرام

بدر الدین عینی نے عمدة القاری شرح صحیح بخاری میں کہا ہے کہ: جو کام شریعت کے مخالف نہ ہو تو وہ بدعت حسنہ یعنی اچھی بدعت ہے۔

ابن عابدین شامی نے کہا ہے کہ: یہ اسلام کے قوانین ہیں کہ جو شخص کوئی بری بدعت ایجاد کرے، اس پر تمام پیروی کرنے والوں کا گناہ ہے اور جو شخص اچھی بدعت نکالے، اسے قیامت تک اس عمل کی پیروی کرنے والوں کا ثواب ہو گا اگر یہ کہا جائے کہ بدعت حسنہ یعنی اچھی بدعت کوئی چیز نہیں ہے تو یہ بات صحیح مسلم میں مذکورہ حدیث کے خلاف ہو گی۔

خلاصہ یہ کہ ان تمام احادیث اور اہل سنت کے علماء کے اقوال سے یہ بات نہایت آسانی سے معلوم ہوتی ہے کہ ہر وہ عمل جو رسول خدا کے زمانہ میں نہیں تھا بلکہ بعد میں ایجاد ہوا، لیکن اگر وہ شریعت مطہرہ اور سنت رسول کے مخالف نہیں تو اس پر عمل کرنا مستحب اور بعض صورتوں میں ضروری ہے۔

الحدیث: رسول خدا نے فرمایا کہ جس نے اسلام میں اچھا طریقہ نکالا اس کے لئے اس کا ثواب ہے اور اس پر

عمل کرنے والوں کا ثواب بھی اسی بندے کو ملے گا۔

صحیح مسلم ج 3، ص 718

صحیح مسلم کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ہر وہ اچھا کام جو رسول خدا کے زمانہ میں نہ ہو بعد میں ایجاد ہوا اور شریعت کے مخالف نہ ہو تو ایسے کام کو اپنانا اور ایجاد کرنا دونوں باعث اجر ہیں۔

آخری نکتہ: علماء اہل سنت کے کلام میں، رسول خدا کے جشن میلاد منانے کے معنوی آثار:

ممکن ہے کہ کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ کیا رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے اور اس دن کو عید منانے کا کوئی ثواب اور اجر بھی ہے یا نہیں ؟

اس سوال کے جواب ہم ایک بار پھر بعض اہل سنت کے علماء کلام کو ذکر کرتے ہیں، کہ جہنوں نے اس نیک اور عظیم کام کے بعض ثواب کو بیان کیا ہے:

1- جلال الدین سیوطی:

سیوطی عالم اہل سنت نے اپنی کتاب «الوسائل فی شرح الشمائل» میں رسول خدا کی ولادت کے جشن منانے کے فضائل اور مناقب کو ذکر کیا کہ اس کو دمیاطی نے اپنی کتاب میں اس طرح نقل کیا ہے کہ:

قال سلطان العارفین جلال الدین السیوطی فی کتابه الوسائل فی شرح الشمائل ما من بیت أو مسجد أو محلة قريء فيه مولد النبی الا حفت الملائكة بأهل ذلك المكان و عمهم الله بالرحمة و المطوقون بالنور يعنی جبريل و ميكائل و إسرافيل و قربائيل و عينائيل و الصافون و الحافون و الكروبيون فإنهم يصلون على ما كان سببا لقراءة مولد النبی.

قال و ما من مسلم قريء فی بيته مولد النبی إلا رفع الله تعالى القحط و الوباء و الحرق و الآفات و البليات و النكبات و البغض و الحسد و عين السوء و اللصوص عن أهل ذلك البيت فإذا مات هون الله تعالى عليه جواب منكر و نكير و كان فی مقعد صدق عند مليك مقتدر۔

سلطان العارفین جلال الدین سیوطی نے کتاب «الوسائل فی شرح الشمائل» نے کہا ہے کہ: ہر گھر، ہر مسجد یا ہر محلے کہ جس میں رسول خدا کی ولادت کے جشن کو برپا کیا جاتا ہے تو فرشتے اس جگہ میں موجود سب بندوں کو خداوند کی رحمت اور نور کے دائرے میں قرار دیتے ہیں۔ یہاں پر فرشتوں سے مراد جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، قربائیل، عینائیل، صافون، حافون اور کربیون ہیں، کیونکہ وہ ان بندوں پر کہ جو رسول خدا کی ولادت کا جشن مناتے ہیں، درود و سلام بھیجتے ہیں۔

اور اس نے یہ بھی کہا ہے کہ: جس مسلمان کے گھر میں رسول خدا کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے، تو خداوند بھوک، آفتوں، بلاؤں، کینے، حسد، چشم بد، چوری ہونے کو اس گھر سے دور کر دیتا ہے، اور جب وہ بندہ مر جاتا ہے تو خداوند اس بندے پر منکر اور نکیر کے سوالوں کا جواب دینا آسان کر دیتا ہے اور وہ بندہ خداوند کے نزدیک

سچے انسانوں کے مقام پر ہو گا۔

إعانة الطالبين، ج 3، ص 365

2- امام یافعی:

دمیاطی کی نقل کے مطابق، یافعی نے بھی واضح کہا ہے کہ جو رسول خدا کے جشن میلاد میں کھانا کھلائے اور دوسروں پر نیکی اور احسان کرے اور دوسرے لوگوں کو اس جشن میں آنے کی دعوت دے تو خداوند اس بندے کو صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور کرے گا اور اسکا ٹھکانہ جنت میں ہو گا:

و قال الإمام اليافعی اليمنی من جمع لمولد النبی إخوانا و هيأ طعاما و أخلى مكانا و عمل إحسانا و صار سببا لقراءة مولد الرسول بعثه الله يوم القيامة مع الصديقين و الشهداء و الصالحين و يكون فی جنات النعيم.

امام یافعی یمنی نے کہا ہے کہ: جو بھی رسول خدا کا جشن میلاد منانے کے لیے اپنے دوسرے دینی بھائیوں کو جمع کرے، ان کے لیے کھانا تیار کرے، جشن منانے کے لیے جگہ کا انتظام کرے، اس جشن میں نیک کام انجام دے، اس جشن میں رسول خدا کی شان میں اشعار و منقبت پڑھا جائے تو خداوند تو خداوند اس بندے کو صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ محشور کرے گا اور اسکا مقام جنت میں ہو گا۔

إعانة الطالبين، ج 3، ص 365

3- جنیدی بغدا:

اس نے رسول خدا کے جشن میلاد میں حاضر ہونے کو ایمان کی علامت قرار دیا ہے۔ اس کے کلام کو دمیاطی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ:

قال الجنيدی البغدادی رحمه الله من حضر مولد الرسول و عظم قدره فقد فاز بالإيمان.

جنیدی بغدادی نے کہا ہے کہ: جو بھی رسول خدا کے جشن میلاد میں حاضر ہو اور ان حضرت کے بلند و عالی مقام کی معرفت بھی رکھتاہو تو، ایسا بندہ با ایمان انسان ہوتا ہے۔

الدمياطی ، أبی بكر ابن السيد محمد شطا (معاصر) حاشية إعانة الطالبين على حل ألفاظ فتح المعين لشرح قرة العين بمهمات الدين، ج 3، ص 364، ناشر : دار الفكر للطباعة و النشر و التوزيع - بيروت.

4 - سری سقطی:

سری سقطی نے اس بارے میں بہت ہی اچھی بات کی ہے اور وہ یہ ہے کہ جو بھی رسول خدا کے جشن میلاد کی محافل میں شرکت کرنے کی نیت اور ارادہ رکھتا ہو تو، اس بندے نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں جانے کا ارادہ کیا ہے:

و قال السری السقطی من قصد موضعا يقرأ فيه مولد النبی صلى الله عليه و سلم فقد قصد روضة من رياض

الجنة لأنه ما قصد ذلك الموضع إلا لمحبة الرسول و قد قال عليه السلام من أحبنی کان معی فی الجنة.

سری سقطی نے کہا ہے کہ: جو بھی بندہ اس جگہ پر جانے کا ارادہ کرے کہ جس جگہ پر رسول خدا کا جشن میلاد منایا جاتا ہو تو، اس بندے نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ میں جانے کا ارادہ کیا ہے، کیونکہ اس بندے نے فقط رسول خدا کی محبت میں اس جگہ پر جانے کا ارادہ کیا ہے، در حالیکہ رسول خدا نے فرمایا ہے کہ: جو بھی مجھ سے محبت کرے گا تو وہ بندہ میرے ساتھ جنت میں ہو گا۔

إعانة الطالبين ج 3، ص 365

اے نبی کے غلامو! خوش ہو جاؤ اور خوشی سے اپنے نبی کی آمد کا جشن منایا کرو کیونکہ یہ جشن تو خود رسول خدا نے منایا ہے۔ نبی نے اپنی ولادت کی خوشی میں روزہ رکھا۔ نبی خدا اپنی آمد کی خوشی منائے اور اسی نبی کے غلام اپنے آقا کا جشن نہ منائیں۔ یہ کیسی محبت ہے؟ اسی لئے تو مسلمان ہر سال زمانے کی روایات کے مطابق جشن ولادت مناتے ہیں۔ کوئی روزہ رکھ کر مناتا ہے تو کوئی قرآن کی تلاوت کر کے، کوئی نعت پڑھ کر، کوئی درود و صلوات پڑھ کر، کوئی نیک اعمال کا ثواب اپنے آقا کی بارگاہ میں پہنچا کر تو کوئی شیرینی بانٹ کر، دیگیں پکوا کر غریبوں اور تمام مسلمانوں کو کھلا کر اپنے آقا کی ولادت کا جشن مناتا ہے۔ یعنی زمانے کی روایات کے مطابق اچھے سے اچھا عمل کر کے اپنے آقا کی ولادت کا جشن منایا جاتا ہے۔ پس جو شخص نبی کو مانتا ہے تو وہ سنت نبوی سمجھ کر اپنے آقا کی ولادت کا جشن منائے گا اور جو شخص نبی کو نہیں مانتا، وہ اس عمل سے دور بھاگے گا۔

سوال: جشن ولادت کو عید کیوں کہتے ہو۔ اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں، ایک عیدالفطر اور دوسری عیدالاضحی، یہ تیسری عید، عید میلاد النبی کہاں سے آ گئی ہے؟

جواب: اصل میں آپ لوگ عید کی تعریف سے ہی واقف نہیں اگر کچھ علم پڑھ لیا ہوتا تو ایسی بات نہ کرتے۔

عید کی تعریف اور جشن میلاد کو عید کہنے کا سبب:

راغب اصفہانی (المتوفی 502ھ) عید کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ”عید اسے کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے، شریعت میں یہ لفظ یوم الفطر اور یوم قربان کے لئے خاص نہیں ہے۔ عید کا دن خوشی کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔ رسول اکرم نے ارشاد فرمایا عید کے ایام کھانے پینے اور اپنے اہل و عیال کے ساتھ وقت گزارنے کے لئے ہیں،

اس لئے ہر وہ دن جس میں خوشی حاصل ہو، اس دن کے لئے عید کا لفظ استعمال ہو گا، جیسا کہ خداوند کا حضرت عیسی کی دعا سے متعلق ارشاد ہے کہ

ہم پر آسمان سے خوان (کھانا) اتار کہ وہ ہمارے (اگلوں پچھلوں کے لئے) عید ہو، اور عید انسان کی اس حالت خوشی کو کہتے ہیں جو بار بار لوٹ کر آئے اور ”العائدة“ ہر اس منفعت کو کہتے ہیں جو انسان کو کسی چیز سے حاصل ہو،

راغب اصفہانی کے مذکورہ بالا کلام سے معلوم ہوا کہ عید ہر اس دن کو کہتے ہیں کہ:

1- جس میں انسان کو کوئی خوشی حاصل ہو،

2- جس میں خداوند کی طرف سے کوئی خصوصی رحمت و نعمت عطا ہوئی ہو۔

3- جسے کسی خوشی کے موقع سے کوئی خاص مناسبت ہو۔

الحمد اللہ رسول خدا کی ولادت کے موقع پر یہ تینوں صورتیں ہی جمع ہوتی ہیں۔ آپ خود ہی فیصلہ کیجئے کہ ایک مسلمان کے لئے نبی کریم کے ولادت پاک کے دن سے بڑھ کر کیا خوشی ہو سکتی ہے؟ اس خوشی کے سبب رسول خدا کی ولادت کے دن کو عید کا دن قرار دیا جاتا ہے۔

وہ اللہ کے رسول کہ جن کے صدقے ہمیں خدا کی پہچان ملی، ایمان کی لازوال دولت ملی، قرآن جیسا با برکت تحفہ ملا جن کے صدقے زندگی گزارنے کا ڈھنگ آیا اور جن کی ذات اقدس ہمارے لئے سراپا رحمت ہے ان سے بڑھ کر کون سی رحمت اور کون سی نعمت ہے؟ اگر حضرت موسی کے حواری خوان رحمت عطا ہونے والے دن کو عید کہہ سکتے ہیں اور وہ دن ان کے اگلوں پچھلوں کے لیے یوم عید ہو سکتا ہے تو ہم بدرجہ اولی اس بات کے مستحق ہیں کہ رحمۃ للعالمین کے روز ولادت کو عید میلاد النبی کا نام دیں اور عید منائیں۔

سوال: کیا صحابہ نے بھی کبھی جشن عید میلاد النبی منایا تھا؟

جواب: جی ہاں! صحابہ نے بھی رسول خدا کا میلاد منایا اور وہ بھی ان حضرت کے سامنے منعقد کیا اور رسول خدا نے بھی ان کو اس کام سے منع نہیں کیا بلکہ خوشی کا اظہار فرمایا تھا۔

صحابی حسان بن ثابت بارگاہ رسالت میں قصیدہ پڑھ کر جشن ولادت منایا کرتا تھا۔

حدیث: رسول خدا خود حسان کے لئے منبر رکھا کرتے تھے تا کہ وہ اس پر کھڑا ہو کر رسول خدا کی تعریف میں فخریہ اشعار پڑھے۔ رسول خدا نے حسان کے لیے فرمایا کہ خداوند نے روح القدس کے ذریعہ حسان کی مدد فرمائے۔

صحیح بخاری ج1 ص 65

سوال: کیا علمائے امت کے اقوال و افعال سے جشن عید میلاد النبی کا ثبوت ملتا ہے؟

جواب: اس امت کے بڑے بڑے مفتیان کرام، علماء کرام، مفسرین، محدثین، شارحین اور فقہاء نے اپنی اپنی کتابوں میں جشن عید میلاد النبی کے منانے کو باعث اجر و ثواب لکھا ہے، ہم یہاں پر اہل سنت کے چند علماء کے اس بارے میں اقوال کو ذکر کرتے ہیں:

1۔ ابو حنیفہ (المتوفی 150ہج) نے اپنے قصیدہ نعمانیہ میں نبی اکرم کے میلاد کا یوں ذکر کیا ہے کہ:

یعنی! آپ ہی وہ ہیں کہ اگر آپ نہ ہوتے تو کچھ نہ ہوتا اور آپ پیدا نہ ہوتے تو کچھ بھی نہ پیدا کیا جاتا۔ آپ وہ ہیں

جن کے نور سے چودھویں کا چاند منور ہے اور آپ ہی کے نور سے یہ سورج روشن ہے اور حضرت عیسی آپ کی خوشخبری سنانے آئے اور آپ کے حسن صفات کی خبر لے کر آئے۔

قصیدۂ نعمانیہ، ص 196،195

2۔ امام شافعی (المتوفی 204ہج) نے فرمایا کہ رسول خدا کی ولادت کا جشن منانے والا صدیقین، شہداء اور صالحین کے ساتھ ہو گا۔

النعمتہ الکبری بحوالہ برکات میلاد شریف ص 6

3۔ امام احمد بن حنبل (المتوفی 241ہج) نے فرمایا ہے کہ:

شب جمعہ، شب قدر سے افضل ہے کیونکہ جمعہ کی رات رسول خدا کا وہ نور پاک اپنی والدہ سیدہ آمنہ کے مبارک رحم میں منتقل ہوا جو دنیا و آخرت میں ایسی برکات و خیرات کا سبب ہے جو کسی عدد و شمار میں نہیں آ سکتا۔

اشعتہ اللمعات

4۔ فخر الدین رازی (المتوفی 606ہج) نے کہا ہے کہ:

جس شخص نے جشن میلاد کا انعقاد کیا۔ اگرچہ عدم گنجائش کے باعث صرف نمک یا گندم یا ایسی ہی کسی چیز سے زیادہ تبرک کا اہتمام نہ کر سکا تو ایسا شخص جشن نبوی کی برکت سے محتاج نہ ہو گا اور نہ ہی اس کا ہاتھ خالی رہے گا۔

النعمتہ الکبری، بحوالہ برکات میلاد شریف ص 5

5۔ ابن کثیر (المتوفی 774ہج) نے کہا ہے کہ:

رسول خدا کی ولادت کی شب اہل ایمان کے لئے بڑی شرافت، عظمت، برکت اور سعادت کی شب ہے۔ یہ رات پاکی و نظافت رکھنے والی، انوار کو ظاہر کرنے والی، جلیل القدر رات ہے۔ اللہ تعالی نے اس رات میں وہ محفوظ پوشیدہ جوہر ظاہر فرمایا کہ جس کے انوار کبھی ختم ہونے والے نہیں ہیں۔

مولد رسول، ص 262

6۔ جلال الدین سیوطی (المتوفی 911ہج) نے رسول خدا کے میلاد کے سلسلہ میں منعقد کی جانے والی تقریب سعید کو بدعت حسنہ کہا ہے جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا۔ اس لیے کہ اس محفل میں نبی کریم کی تعظیم، شان اور آپ کی ولادت با سعادت پر فرحت و مسرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔

حسن المقصد فی عمل المولد، ص 173

7۔ ملا علی قاری (المتوفی 1014ھ) نے کہا ہے کہ:

جب میں ظاہری دعوت و ضیافت سے عاجز ہوا تو یہ اوراق میں نے لکھ دیئے تا کہ یہ معنوی ضیافت ہو جائے اور زمانہ کے صفحات پر ہمیشہ رہے، سال کے کسی مہینے سے مختص نہ ہو اور میں نے اس کا نام المورد الروی فی مولد النبی رکھا ہے۔

المورد الروی ص 34

8۔ یوسف بن اسماعیل نبہانی نے کہا ہے کہ:

ہمیشہ مسلمان ولادت پاک کے مہینے میں محفل میلاد منعقد کرتے آئے ہیں اور دعوتیں کرتے ہیں اور اس ماہ کی راتوں میں ہر قسم کا صدقہ کرتے ہیں، خوشی مناتے ہیں، نیکی زیادہ کرتے ہیں اور میلاد شریف پڑھنے کا بہت اہتمام کرتے ہیں۔

انوار محمدیہ ص 29

9۔ مفتی مکہ مکرمہ احمد زینی شافعی نے کہا ہے کہ:

میلاد شریف کرنا اور لوگوں کا اس میں جمع ہونا بہت اچھا ہے۔

سیرۃ نبوی ص 45

ایک اور جگہ مفتی مکہ مکرمہ نے کہا ہے کہ:

محافل میلاد اور افکار اور اذکار جو ہمارے ہاں کئے جاتے ہیں ان میں سے اکثر بھلائی پر مشتمل ہیں جیسے صدقہ ذکر، صلوٰۃ و سلام، رسول خدا پر اور آپ کی مدح پر۔

فتاوی حدیثیہ ص 129

10۔ ابن جوزی نے کہا ہے کہ:

یہ عمل حسن (محفل میلاد) ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ و مدینہ، مصر، یمن و شام تمام بلاد عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے اور وہ میلاد النبی کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں۔

المیلاد النبوی ص 35-34

11۔ امام قسطلانی نے کہا ہے کہ:

حضور کے پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے

پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں۔ اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آئے ہیں۔

مواہب لدنیہ جلد 1ص 27

12- ابن جوزی نے اپنی کتاب مولد العروس کے ص 9 پر لکھا ہے کہ:

و جعل لمن فرح بمولده حجابا من النار و سترا، و من انفق فی مولده درہما کان المصطفی صلی اللہ علیہ و سلم لہ شافعا و مشفعا۔

اور جو رسول خدا کے میلاد کی خوشی کرے، وہ خوشی، دوزخ کی آگ کے سامنے پردہ بن جائے گی اور جو میلاد رسول خدا میں ایک درہم بھی خرچ کرے گا تو وہ حضرت اس کی شفاعت فرمائیں گے اور ان کی شفاعت مقبول ہو گی۔

اور ص 28پر ابن جوزی نے یہ اشعار لکھے ہیں کہ:

یا مولد المختار کم لک من ثنا۔۔۔ ومدائح تعلو وذکر یحمد

یالیت طول الدھر عندی ذکرہ۔۔۔ یالیت طول الدھر عندی مولد

اے میلاد رسول تیرے لئے بہت ہی تعریف ہے اور تعریف بھی ایسی جو بہت اعلیٰ اور ذکر ایسا جو بہت ہی اچھا ہے۔ اے کاش طویل عرصے تک میرے پاس نبی پاک کا تذکرہ ہوتا رہے، اے کاش طویل عرصے تک میرے پاس ان کا میلاد بیان ہوتا رہے۔

اور ص 6 پر یہ شعر لکھتا ہے کہ

فلوانا عملنا کل یوم۔۔۔ لاحمد مولدا فدکان واجب

اگر ہم رسول کریم کا روزانہ میلاد شریف منائیں تو بلا شبہ یہ ہمارے لئے واجب ہے،

13۔ ابن جوزی نے اپنے رسالہ المولد کے آخر میں لکھا ہے کہ:

مکہ، مدینہ، مصر، یمن، شام اور عرب کے مشرق اور مغربی شہروں کے لوگ نبی اکرم کے میلاد کی محفلیں کرتے ہیں، ربیع الاول کا چاند دیکھ کر خوشیاں مناتے ہیں، غسل کر کے اچھے کپڑے پہنتے ہیں طرح طرح کی زینت کرتے ہیں اور خوشبو لگاتے ہیں اور نہایت خوشی سے فقراء پر صدقہ خیرات کرتے ہیں اور نبی اکرم کے میلاد کا ذکر سننے کے لئے اہتمام بلیغ کرتے ہیں اور یہ سب کچھ کرنے سے بے پناہ اجر اور عظیم کامیابی پہنچتی ہے جیسا کہ تجربہ ہو چکا کہ نبی اکرم کے میلاد منانے کی برکت سے اس سال میں خیر و برکت کی کثرت، سلامتی و عافیت، رزق میں کشادگی، اولاد میں مال میں زیادتی اور شہروں میں امن اور گھروں میں سکون و قرار پایا جاتا ہے -

الدر المنظم ص 101-100

الدر المنظم کتاب کا ساتواں باب ان اعتراضات کے جواب میں ہے جو میلاد شریف کے مخالفین کرتے ہیں یا کرسکتے ہیں۔

سوال: کیا جب رسول خدا کی صورت میں اللہ تعالی نے ہمیں جو عظیم نعمت عطا فرمائی ہے اس نعمت پر خداوند کا شکر ادا کرنے کا طریقہ اس رسول کے اسوہ کو اور اس کی لائی ہوئی شریعت کو اختیار کرنا نہیں ہے ؟

جواب: میلاد منانا ہی خداوند کا شکر ادا کرنا ہے۔ عید میلاد النبی میں خداوند کی سب سے عظیم نعمت یعنی رسول خدا کے وجود پر شکر ادا کرتے ہیں۔ ذکر رسول کر کے محفلیں منعقد کر کے خداوند کی نعمت کا چرچہ سارے جہان میں کرتے ہیں۔ رسول خدا نعمت ہیں، اس نعمت کا ذکر کرتے ہیں، نئے کپڑے پہن کر، چراغاں کر کے صدقہ و خیرات کر کے اس نعمت پر خوشی مناتے ہیں۔ اس کا حکم قرآن مجید میں خود خدا نے دیا ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔

تم کہہ دو کہا اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہئے کہ خوشی کریں ۔

سورہ یونس آیت 58

سوال: کیا کبھی صحابہ نے آمد رسول کا جلوس نکالا اور جشن منایا تھا؟

جواب: جب بھی رسول خدا مدینہ منورہ میں آتے تو، تمام صحابہ جلوس کی شکل میں حضور سرور کونین کے استقبال کے لیے جایا کرتے تھے اور فتح مکہ کے موقع پر بھی جلوس کی شکل میں سیاہ عمامہ باندھ کر آپ مکہ المکرمہ میں داخل ہوئے تھے۔

روایت ہے کہ:

بنو نجار نے رسول خدا کے استقبال کے وقت اپنی تلواریں لٹکائی ہوئی تھیں۔ انس بن مالک کہتا تھا کہ وہ منظر آج بھی میری نگاہ میں ہے کہ جب حضور اکرم اپنی اونٹنی پر تشریف فرما تھے۔ اور بنو نجار کے سر کردہ افراد ان حضرت کے ارد گرد چل رہے تھے، یہاں تک کہ حضور اکرم صحابی ابو ایوب انصاری کے گھر میں آ کر ٹھہرئے۔

صحیح مسلم،ج1، کتاب المساجد و مواضع الصلوٰۃ، حدیث نمبر 1075، ص 417، مطبوعہ شبیر برادرز لاہور پاکستان

ایک اور روایت ہے کہ:

جب تاجدار کائنات ہجرت کر کے مدینہ طیبہ تشریف لائے تو اہل مدینہ نے جلوس کی صورت میں استقبال کیا۔

حدیث میں ہے کہ مرد اور عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور خدام گلیوں میں پھیل گئے اور وہ سب با آواز بلند کہہ رہے تھے: یا محمد (ص)، یا رسول اللہ، یا رسول اللہ،

صحیح مسلم ج2، باب الھجرة

خلاصہ یہ کہ جب تاجدار کائنات کی مکہ سے مدینے آمد ہو، غزوہ یا سفر سے آمد ہو یا فتح مکہ کے موقع پر مکہ میں آمد ہو تو جلوس نکالا جائے اور وہ حضرت خود منع بھی نہ فرمائیں تو ثابت ہوا کہ آمد رسول خدا کی خوشی میں جلوس نکالنا جائز ہے۔

جشن عید میلاد النبی بدعت نہیں ہے:

جشن عید میلاد النبی تو کیا قرآن مجید میں دوسرے نبیوں کی ولادت کا بھی ذکر مبارک موجود ہے، اور وہ بھی مخصوص دن کے ذکر کے ساتھ موجود ہے۔

قرآن مجید میں حضرت یحیی (ع) کی ولادت کے یوم کا ذکر ان الفاظ میں آیا ہے:

وَ سَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَ يَوْمَ يَمُوتُ وَ يَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا۔

" اور سلامتی ہے اس پر جس دن پیدا ہوا اور جس دن مرے گا اور جس دن مردہ اٹھایا جائے گا "

سورة مریم 15

حضرت عیسی کی زبان مبارک سے ان کے اپنے میلاد کا ذکر یوں ہے:

وَ السَّلَامُ عَلَيَّ يَوْمَ وُلِدْتُ وَ يَوْمَ أَمُوتُ وَ يَوْمَ أُبْعَثُ حَيًّا۔

" اور وہی سلامتی مجھ پر جس دن میں پیدا ہوا اور جس دن مروں اور جس دن زندہ اٹھایا جاؤں گا "

سورة مریم (33)

قرآن مجید سے جشن ولادت منانے کے دلائل:

خداوند نے قرآن میں فرمایا ہے کہ:

وَأَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ۔

" اور اپنے رب کی نعمت ذکر کیا کرو "

سوره الضحی 11

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی حکم دے رہا ہے کہ جو تمہیں میں نے نعمتیں دی ہیں، ان کا خوب ذکر کیا کرو، ان پر خوشیاں مناؤ۔ ہمارے پاس اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتیں ہیں۔ کان، ہاتھ، پاؤں، جسم، پانی، ہوا، مٹی وغیرہ اور اتنی زیادہ نعمتیں ہیں کہ ہم ساری زندگی ان کو گن نہیں سکتے۔

خود خدا نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے:

وَ آتَاکُمْ مِنْ کُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ وَ إِنْ تَعُدُّوا نِعْمَتَ اللَّهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ الْإِنْسَانَ لَظَلُومٌ کَفَّارٌ۔

" اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو شمار نہ کر سکو گے "

سورہ ابراہیم 34

معلوم ہوا کہ اللہ تعالی کی نعمتوں کی گنتی ہم سے نہیں ہو سکتی۔ تو پھر ہم کن کن نعمتوں کا ذکر کریں۔ عقل کہتی ہے کہ جب گنتی معلوم نہ ہو سکے تو سب سے بڑی چیز کو ہی سامنے رکھا جاتا ہے۔ کیونکہ وہی نمایاں ہوتی ہے۔ اسی طرح ہم سے بھی خداوند کی نعمتوں کی گنتی نہ ہو سکی تو یہ فیصلہ کیا کہ جو نعمت سب سے بڑی ہے اس کا ذکر کریں۔ اسی پر خوشاں منائیں تا کہ خداوند کے حکم کی تعمیل و تکمیل ہو سکے۔ سب سے بڑی نعمت کون سی ہے؟ آئیے قرآن مجید سے پوچھتے ہیں:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِنْ أَنْفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَ يُزَكِّيهِمْ وَ يُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَ الْحِكْمَةَ وَ إِنْ كَانُوا مِنْ قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُبِينٍ۔

" اللہ کا بڑا احسان ہوا مؤمنوں پر کہ ان میں انہیں میں سے ایک رسول بھیجا۔ جو ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے "

سورہ آل عمران 164

اللہ تعالی نے ہمیں بے شمار نعمتیں عطا فرمائیں مگر کسی نعمت پر بھی احسان نہ جتلایا۔ قابل غور بات یہ ہے کہ خداوند نے کسی اور نعمت پر احسان کیوں نہیں جتلایا۔ صرف ایک نعمت پر ہی احسان کیوں جتلایا؟ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کی عطا کردہ بے شمار نعمتوں میں سب سے بڑی نعمت آخری نبی ہیں اور قرآن کے مطابق ہر مسلمان کو اپنے نبی کی آمد پر خوشیاں منانی چاہئیں۔

قرآن کریم میں ارشاد ہوا ہے کہ:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَ بِرَحْمَتِهِ فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِمَّا يَجْمَعُونَ۔

" تم کہہ دو کہ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت، اسی پر چاہئے کہ وہ خوشی کریں، وہ ان کے سب مال و دولت سے بہتر ہے "

سورۃ یونس 58

قابل غور ہے کہ اس آیت میں تو خداوند نے صاف الفاظ میں جشن منانے کا حکم دیا ہے۔ کہ اس کے فضل اور رحمت کے حصول پر خوشی منائیں۔ قرآن نے فیصلہ کر دیا کہ نبی کی آمد کا جشن مناؤ کیونکہ اللہ کے نبی رحمت سے بڑھ کر کائنات میں کوئی رحمت نہیں۔ خود اللہ تعالی نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَ مَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِلْعَالَمِينَ۔

" اور ہم نے تم کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہاں کے لیے "

سورہ انبیاء 107

مسلمان اگر رحمتہ للعالمین کی آمد کی خوشی نہیں منائیں گے تو اور کون سی رحمت پر منائیں گے۔ لازم ہے کہ مسلمان رحمت دو عالم کی آمد کا جشن منائیں۔

قرآن میں عید کا کیا تصور ہے؟

قرآن میں عید کا ذکر کچھ یوں ہوا ہے کہ:

قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ اللَّهمَّ رَبَّنَا أَنزِلْ عَلَيْنَا مَآئِدَة مِّنَ السَّمَاء تَكُونُ لَنَا عِيداً لاِوَّلِنَا وَ آخِرِنَا وَ آيَة مِّنكَ وَ ارْزُقْنَا وَ أَنتَ خَيْرُ الرَّازِقِينَ۔

عیسی بن مریم نے عرض کی، اے اللہ! اے ہمارے رب ہم پر آسمان سے ایک دسترخوان اُتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو ہمارے اگلے پچھلوں کی اور تیری طرف سے نشانی اور ہمیں رزق دے اور تو سب سے بہتر روزی دینے والا ہے ، سورة المائدہ 114

یعنی قرآن میں خداوند کی ایک نعمت کو عید کہا گیا ہے۔

کیا حدیث میں میلاد النبی کا ذکر مبارک ہوا ہے؟

کتاب ترمذی میں "باب ما جاء في ميلاد النبی (ص)،

میں ایک باب ہے "باب ما جاء في ميلاد النبی جو امام ترمذی نے ذکر کیا ہے۔ تب تک میلاد النبی منانا بدعت نہیں سمجھا جاتا تھا۔ بدعت کا بہتان بہت بعد کی ایجاد ہے۔ کچھ لوگوں نے کہا کہ 604 ہجری کے بعد میلاد النبی منانے کا رواج پڑا۔ جبکہ امام ترمذی 209 ہجری میں پیدا ہوئے اور 279 ہجری میں فوت ہوئے۔ لهذا اس کو ساتویں صدی کی ایجاد کہنا سراسر غلط اور جھوٹ ہے۔

خوشی کا اظہار کیوں، کب اور کس چیز پر کرنا چاہیے؟

خداوند کا ارشاد ہے۔

قُلْ بِفَضْلِ اللّه وَ بِرَحْمَتِه فَبِذَلِكَ فَلْيَفْرَحُواْ هوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ۔

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب مال و دولت سے بہتر ہے ،

سورۃ یونس 58

خداوند کا بڑا فضل کونسا ہے ؟

خداوند نے خود فرمایا ہے کہ:

يَا أَيُّها النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهدًا وَ مُبَشِّرًا وَ نَذِيرًا ٭ وَ دَاعِيًا إِلَى اللَّه بِإِذْنِه وَسِرَاجًا مُّنِيرًا ٭ وَ بَشِّرِ الْمُؤْمِنِينَ بِأَنَّ لَهم مِّنَ اللَّه فَضْلًا كَبِيرًا ٭

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا، اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے دینے والا آفتاباور ایمان والوں کو خوشخبری دو کہ ان کے لیے اللہ کا بڑا فضل ہے،

سورۃ احزاب 45 الی 47

خداوند کی رحمت کیا ہے؟

وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلاَ رَحْمَة لِّلْعَالَمِينَ،

اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لیے ،

سورۃ الانبیاء 47

اب اللہ کے حکم کو دیکھتے ہیں کہ:

تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اور اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں وہ ان کے سب مال و دولت سے بہتر ہے۔"

ثابت ہوا اللہ کے بڑے فضل اور رحمت کے حصول کے شکرانے میں اظہار فرحت کرنا بدعت نہیں بلکہ عین رضائے خداوندی ہے۔

محمد مصطفی (ص) کی مبارک ولادت سے چھے صدیاں پہلے سے ثابت ہے کہ:

وَ إِذْ قَالَ عِيسَى ابْنُ مَرْيَمَ يَا بَنِي إِسْرَائِيلَ إِنِّي رَسُولُ اللَّه إِلَيْكُم مُّصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ التَّوْرَاة وَ مُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَأْتِي مِن بَعْدِى اسْمُه أَحْمَدُ فَلَمَّا جَاءهم بِالْبَيِّنَاتِ قَالُوا هذَا سِحْرٌ مُّبِينٌ۔

اور یاد کرو جب عیسیٰ بن مریم نے کہا اے بنی اسرائیل میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں اپنے سے پہلی کتاب توریت کی تصدیق کرتا ہوا اور ان رسول کی بشارت سناتا ہوا جو میرے بعد تشریف لائیں گے ان کا نام احمد ہے پھر جب احمد ان کے پاس روشن نشانیاں لے کر تشریف لائے تو بولے کہ یہ کھلا جادو ہے، سورہ صف 6

نتیجہ کلی:

بیان شدہ تمام جوابات سے مندرجہ ذیل نکات معلوم ہوتے ہیں:

اولا: وہابیوں نے دعوی کیا ہے کہ خود رسول خدا نے اپنی ولادت کا جشن اور سالگرہ نہیں منائی، حالانکہ اہل سنت کے دو بزرگ عالم جیسے ابن حجر عسقلانی اور جلال الدین سیوطی نے دو روایات کی روشنی میں رسول خدا کے جشن میلاد منانے کو صحیح کہا ہے اور ان میں سے ایک روایت میں واضح طور پر کہا ہے کہ رسول خدا نے کئی سالوں کے بعد دوبارہ اپنے عقیقے کے جشن کو منایا اور قربانی کی۔

ثانیا: اور وہابیوں نے یہ بھی کہا ہے کہ صحابہ نے بھی رسول خدا کا جشن میلاد نہیں منایا، حالانکہ صحیح مسلم کی روایت کے مطابق، صحابہ ہر ھفتے پیر کے دن رسول خدا کے دنیا میں آنے اور رسالت کے لیے مبعوث ہونے کی خوشی میں روزہ رکھتے تھے۔

ثالثا: رسول خدا اور انکے فرزند امام صادق کا جشن میلاد منانا، یہ ان عظیم ہستیوں کے مبارک وجود جیسی نعمت کے شکرانے کے طور ہے اور کوئی بھی عقل سلیم رکھنے والا مسلمان تو کیا کوئی بھی انسان نعمت کے شکر ادا کرنے کو قبیح اور مذموم نہیں کہتا۔

رابعا: علماء اہل سنت کے نزدیک رسول خدا کا جشن میلاد منانا ایک اچھا اور نیک کام ہے، کیونکہ یہ کام رسول خدا کی تعظیم و احترام کرنا، ان سے اظہار محبت کرنا اور ان کے وجود جیسی عظیم نعمت پر خداوند کا شکر ادا کرنا ہے۔

خامسا: اہل سنت کے نزدیک بدعت کی دو اقسام ہیں، اسطرح کے جشن منانا، یہ نیک اور اچھی (حسن) بدعت میں شمار ہوتا ہے، اور ابن حجر ہیتمی کے دعوے کے مطابق جو چیزیں بدعت حسن شمار ہوتی ہیں، وہ مستحب ہوتی ہیں، پس رسول خدا کی ولادت کا جشن منانا نہ یہ کہ بدعت قبیح نہیں ہے بلکہ ایسا مستحب ہے کہ جس کے انجام دینے پر خداوند کی طرف سے ثواب اور اجر بھی ملتا ہے، جیسا کہ اوپر تفصیل سے بیان ہوا ہے۔

التماس دعا.....